THE BIBLE AND SCIENCE.

رسالہ

بائبل اور سائنس

بجواب آریہ گزٹ لاہور

مرقومہ پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس

جو

امریکن ٹریکٹ سوسائٹی کیلئے طبع و شائع ہوا

سنہ ۱۹۰۵ء

دفعہ اول　　جلد ۲۰۰۰　　قیمت ۱؍

Price 1 anna.

رکھنا چاہیے کہ جو کچھ عقل اور سائنس تاہنوز ثابت نہیں کر سکے اسکو رد نہیں کرنا چاہیے
متشابہات الٰہی میں ایسی باتیں ہیں جنکو عقل اور سائنس شاید کبھی ثابت نہیں کر سکینگے کیونکہ
وہ انکے دائرے سے باہر ہیں۔

جو جو تحقیقاتیں اہل سائنس نے اب تک پیش کی ہیں اگر ہم اُن میں سے اہل سائنس کی
خیالی پیشینگوئیوں اور ادعاؤں کو الگ رکھ دیں اور فقط اُن صداقتوں کو سامنے رکھیں
جو حقیقت کی صورت رکھتی ہیں تو وہ سب بائبل کے بیانات کو ثابت کرنیوالی ہیں۔ ایک
وقت یہ رہی ہے کہ اگرچہ یورپ اور امریکا گذشتہ صدیوں میں اور اب بھی سائنس میں
دنیا کے رہبر رہے ہیں تاہم وقتاً فوقتاً ایسے ایسے خیالات بھی شائع ہوتے رہے ہیں
جن سے خوف ہو جاتا تھا کہ بائبل کے بیانات کو ضرب پہنچے گی مگر مزید تحقیقاتوں سے
وہ اندیشے دور ہو جاتے رہے ہیں اور بائبل اہل سائنس کے نزدیک بھی نہ صرف الہیات
کی کتاب ہے بلکہ سائنٹفک کتاب ہے۔ مگر اہل ہند نے اپنی عادت کر لی ہے کہ یورپ کی پس خوردہ
باتوں کو صحیح اور تازہ جا کر بائبل پر پرانے ردی اعتراض کرنے لگے ہیں۔ اہل ہنود اگرچہ
ہندو دھرم میں بیرونی مداخلت کے ہمیشہ مخالف رہے ہیں۔ یعنی Conservative
تاہم ان ہی لوگوں میں دینی اعتقاد کا رد و بدل زیادہ ہوتا رہا ہے۔ مسلمان بھی اس سے
بری نہیں ہیں۔ انکی یہ قومی طبیعت بائبل مقدس کی مخالفت میں زیادہ بھڑکی ہے چنانچہ

آریہ گزٹ لاہور نے بھی یہ وتیرہ اختیار کیا کہ یورپ سے سائنس آدھار لیکر سائنس
اور بائبل کے سنگرام کا گرد و غبار اڑایا تاکہ تعلیم یافتہ (نہ سائنس دان) وطن داروں کی
نظر سے بائبل کو چھپا ڈالے۔ اس غبار کو بٹھانے کی غرض سے ہم نے آریہ گزٹ کے
اعتراضوں کا جواب شائع کیا ہے تاکہ مطلع صاف ہو جاوے اور لوگ دیکھیں کہ بائبل کیا
ہے۔ مروجہ سائنس صرف مادہ پر مبنی ہے۔ لیکن مادہ اور روح کی بابت ایک کاشف کی

بائبل اور سائنس

بجواب آریہ گزٹ پنجاب مطبوعہ ۵-۱۲-۱۹ جون ۱۹۰۲ء

دیباچہ

آریہ گزٹ مطبوعہ ۵ و ۱۲ و ۱۹ جون ۱۹۰۲ء میں عیسائی مت اور سائنس کے درمیان
سنگرام یعنی مخالفت بیان کی گئی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے نے آنریبل ڈیکن
پراٹ صاحب کی کتاب "سائنس اور بائبل کا عدم سنگرام" Science & Scrip
ture not at variance پڑھکر صرف اعتراض اخذ کر لیے ہیں اور بائبل
پر غور کرنے کی نیت سلب معلوم ہوتی ہے۔ ہم کو نہ افسوس تھا نہ عجب جب ہندوستانی نوزاد
نیچریوں نے یورپ کے ملحدوں کی کتابوں سے بائبل کے برخلاف اعتراض اخذ

سکے لیکن جب ہم محمدیوں اور آریوں کو بھی ویسا ہی کرتے دیکھتے ہیں تو ان کی اس
نیت اور کوشش پر صرف اتنا تعجب آتا ہے کہ ان فریقوں نے اپنے قرآن یا ویدوں
کی خوبیوں کی بنا پر بائبل میں قصور ظاہر کرنے کی ذرا فکر نہیں کی ہے اور لوگوں کو بائبل
کے برخلاف بدظن کرنے کی مجنونانہ کوشش دکھلائی ہے اور وید اور قرآن کے اندرونہ سے
لوگوں کو خوب بے خبر رکھنے میں ہشیاری کرتے ہیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو ہم اس
بات کی اچھی طرح کیفیت دکھلاوینگے۔ بالفعل آریہ گزٹ کی مشکل آسان کرنا مناسب
ہے جو بائبل کی نسبت اس پر آپڑی ہے اور۔ کچھ مضائقہ نہیں خواہ کہیں سے بڑی ہو
واضح ہو کہ آریہ گزٹ نے سینٹ آگسٹن کی تحریروں کو عیسوی مذہب
سمجھا ہے اور اسکی تحریروں سے ایک آدہ اقتباس بھی کئے ہیں۔ آرچ ڈیکن پراٹ
نے اپنی کتاب میں آگسٹن سے کئی ایک حوالے دئے ہیں۔ اس کے متعلق ہم یہہ
جتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح آریوں نے دیانندجی کے ستیارتھ پرکاش کو وید مذہب
جتانے رکھا ہے اور اُسی کے حوالے دیا کرتے ہیں ہم عیسائی کسی مسیحی عالم کی تحریر یا
یا خیالات کو بائبل یا مذہب عیسوی نہیں جانتے اور نہ جتاتے ہیں۔ اور آریہ گزٹ
نے مذہب عیسوی کی کتاب یعنی بائبل سے اپنے دعوؤں کے ثبوت میں کوئی
حوالہ نہیں دیا ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ اُس کو آگسٹین کی تحریر میں اور مذہب عیسوی

میں تمیز کرنے کا ملکہ نہیں اور کچھ خیال نہ کیا کہ کیا گرفت کرنا چاہئے۔

نمبر ۱۔ علم نجوم اور کرۂ زمین کا بیان

آریہ گزٹ نے ان پرچوں میں علم نجوم اور کرۂ زمین کی بابت مختلف باتیں شایع ہوئی ہیں جنکا ہم جدا جدا جواب دیتے ہیں

اوّل

آریہ گزٹ کی خطیات تمہید یہہ بنائی گئی ہے کہ عیسائی دھرم یہہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے
نوع انسان کو نہ صرف آتمک گیان دینے کے لئے جنم لیا ہے بلکہ تمام قسم کی ودیا
مثلاً فلسفہ۔ علم کیمیا۔ علم نباتات۔ علم طبیعات۔ علم ستارگان۔ علم جغرافیہ وغیرہ سکھلانا
بھی اُسی کا کام ہے اور اگر انسانی دماغ کوئی بات صرف اپنی کوشش سے دریافت
کرے تو اسکے غلط یا درست ہونے کی پرکھ یہہ سمجھنا چاہئے کہ وہ بات انجیل یا انجیل
کی شرح کرنے والوں کے اقوال پر ہے یا نہیں۔"

مناسب تھا کہ یہہ دعویٰ جو آریہ گزٹ عیسوی مذہب کے ذمہ لگاتا
تھا وہ انجیل کے کسی مقام سے مصرح کیا جاتا اور تب باقی تقریر کی جاتی ہمارے
نزدیک آریہ گزٹ کی یہہ تمہید ہی غلط ہے عیسوی دھرم نے بیشک
آتمک گیان دینے کے لئے جنم لیا مگر دیگر علوم و فنون کی بابت [illegible] بائبل میں

کوئی درس نہیں دیا گیا ہے۔ البتہ جب کبھی ضرورت پڑی کہ قوموں یا ملکوں کا یا علم ہیئت
کے متعلق باتوں کا ذکر کرے تو ہم یہہ کہتے ہیں کہ بائبل کے بیانات غلط یا انکے برخلاف
صحیح نہیں ہوئے یعنی آتمک گیان کو موثر طور سے واضح کرنے کے لئے ایسی دنیوی
باتوں کا ذکر آیا ہے لیکن علم کیمیا یا جغرافیہ یا طبیعیات پر شرح اور مدلل اور مسلسل درس نہیں
دئے گئے ہیں جیسے فیثاغورس یا ارسطو نے یا کوپرنیکس اور ہرشل اور سر آئیزک نیوٹن نے
کیا ہے۔ بائبل نے اس قسم کی باتوں کو انسان کی کوشش اور تجسس کیلئے رہنے
دیا ہے اور ایسی کوشش اور فکر کی طرف ترغیب بھی دلائی "تم سچائی کو جانوگے اور
سچائی تم کو آزاد کریگی" (یوحنا ۸: ۳۲) "ساری باتوں کو آزماؤ۔ بہتر کو اختیار کرو"۔
(۱ تسل ۵: ۲۱) "خدا کی اندیکھی صفتیں یعنی اسکی ازلی قدرت اور الوہیت دنیا کی
پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں"
(رومیوں ۱: ۲۰)۔ اب ایک طرف دنیا کے لوگوں میں امورات مذکورہ کی بابت صحیح یا غلط
علم موجود تھا اور دوسری طرف انجیل میں ہر حال میں سچائی کو دریافت کرنے اور اسی
کو اختیار کرنے کی ترغیب و تاکید تھی اور اسکے سبب وہ سائینس نکلا جس کو
آریہ گزٹ بڑے شوق سے بائبل کے برخلاف سمجھتا ہے حالانکہ وہ مسیحی علماء کی فکر و
کوشش کا نتیجہ ہے*

پھر دیکھو کہ آتمک گیان کے متعلق جب لوگوں کو خدا کی بابت یہہ سکھلانا پڑا کہ
وہ بذاتہ حی القیوم ہے اور خالق ہے اور دنیا کی چیزیں جن کو لوگ پوجتے ہیں یعنی سورج چاند
ستارے زمین اور نباتات اور کیڑے مکوڑے یہہ سب اس خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں
اور حق عبادت نہیں رکھتے ہیں۔ تو پیدائش عالم کا احوال نہایت مختصر مگر صحیح طور سے
درج کیا گیا جو پیدائش کی کتاب کے پہلے باب میں مندرج ہے۔ مگر اس سے غرض یہہ نہ
تھی کہ دنیا کو جیالوجی یا نجوم سکھلایا جائے [illegible] سے یہہ علوم اخذ کرنا یا انکا انسان کی
عقل اور کوشش پر چھوڑا گیا۔ اسی طرح قوم بنی اسرائیل کے آغاز اور ہستی اور غرض کو
ظاہر کرنے کے لئے جن قوموں کے ساتھ اس کا ابتدائی درمیانی اور آخری تعلق رہا
ان قوموں یا ملکوں کا ذکر کیا گیا ہے اور جہاں تک وہ ذکر ہے اس کی ایک ایک بات صحیح
ہے مگر اس سے الہامی کتاب کی غرض یہہ نہ تھی کہ دنیا کو علم جغرافیہ سکھلاوے۔ البتہ اس
علم کو سیکھنے اور بڑھانے کے لئے یہہ خاصی بنا تھی۔ اور یہہ علم بھی محدود حالت میں رہا
جب تک مسیحی قوموں کو اس حکم کی پیروی کے فرض نے مجبور نہ کیا کہ "تم تمام دنیا میں
جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو" جب مسیحیوں نے ایسا کیا تو ایک نئی
دنیا بھی دریافت کر لی۔ اور کل دنیا کا جغرافیہ آجکل کے پرائمری اور مڈل سکولوں کے
لڑکوں کو بھی سکھلا دیا ہے۔ اور اس میں زمین کی شکل اور گردش بھی سمجھا دی ہے اور

آریہ گزٹ خود بھی اُن سچی معلومات سے فائدہ اُٹھا رہا ہے اور جن سے قدیم زمانہ کے فیثاغورثی اور ٹیاآلوی اور ویاس اور اگستین محروم تھے ۔

دوم

آریہ گزٹ سائنس کی رو سے عیسوی مذہب پر حسب ذیل اعتراض کرتا ہے ۔

(۱) "ایک خیال جو رات پڑنے کے متعلق اُسوقت مذہب عیسوی نے لوگوں میں مروج کر دیا وہ یہہ تھا کہ پرتھوی کے شمال کی طرف ایک بڑا بھاری پہاڑ ہے جسکے پیچھے سورج اپنا سفر طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور اسلئے رات پڑ جاتی ہے ۔ پر نہ تو یہہ خیال صرف خیال ہی رہا اور وہ لوگ جن کی آنکھیں کھل گئی تھیں اُن کے لئے ناممکن ہو گیا کہ پرتھوی کو چپٹی مان کر رات پڑنے کا باعث ایک بڑے پہاڑ کی ہستی کو سمجھ لیں "

(۲) "علاوہ زمین کو چپٹی ماننے کے عیسائی مذہب یہہ بھی سکھلاتا ہے کہ زمین نہ صرف تمام دُنیا کا مرکز اور دُنیا کی دیگر سب پیدائش مثلاً سورج آدمی سے بڑی ہے بلکہ پرتھوی کو ہی تمام برہمانڈ (برہما کا انڈا) کہنا چاہئیے " اس پر بھی آج کی عالموں کی تحقیقاتوں کا نتیجہ پیش کرکے یہہ نتیجہ پیش کیا ہے کہ "اِن تمام تحقیقاتوں کا رُخ اس طرف تھا کہ انجیل کا یہہ خیال کہ پرتھوی سب سے بڑی ہے غلط ہے "

معلوم ہوتا ہے کہ اِن خیالات کا علم آریہ گزٹ کو آگسٹن کی تحریروں سے معلوم ہوا ہے جو چوتھی صدی عیسوی میں گزرا اور آپکے خیالوں کو دین عیسوی جتا کر مرجہ سائنس کی رو سے سنگرام مچایا ہے ہم آریہ گزٹ کو صلاح دیتے ہیں کہ اب بائبل کو سامنے رکھے جو عیسوی مذہب کی کتاب ہے کیونکہ لوگوں کے خیالات کو مذہب عیسوی کرکے شائع کر دینا اور یوں ناواقف لوگوں کو دھوکا دینا اس روشن زمانہ میں نہیں چلیگا ۔ آریہ گزٹ کی تردید کے متعلق ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جغرافیہ اور علم ہیئت کی مختصر تاریخ بیان کریں اور پھر مذہب عیسوی کے بیانات پیش کرینگے ۔

پس معلوم ہو کہ نظام شمسی کی بابت دو قسم کے بیان قدیم سے چلے آتے ہیں ۔ ایک فیثاغورس کا اور دوسرا ٹیاآلوی کا ۔

پہلا فیثاغورس یہ [illegible] قبل مسیح جزیرہ سیماس متصل ایشیا کوچک میں پیدا ہوا تھا ۔ اسنے اپنے سے پہلے یونانی فلاسفروں سے تعلیم پائی تھی اور مصر اور فنیشیا ۔ اور ہائی میں تحصیل علم کیلئے سیاحت بھی کی تھی ۔ نظام شمسی کی بابت اُس نے یوں سکھلایا تھا کہ سورج کل عالم کا مرکز ہے ۔ اور کہ زمین گول ہے اور سورج کے گرد گھومتی ہے اور کہ چاند سورج کی روشنی کا عکس دیتا ہے ۔ اور زمین اپنے محور پر گھومتی ہے اور کہ وینس ہی صبح کا اور شام کا ستارہ ہے ۔ کہکشاں ستاروں کا اجتماع ہے ۔ اور سیارے آباد ہیں ۔ مگر ارسطو اور اکثر اور فلاسفروں نے کوپرنیکس کے زمانہ تک فیثاغورس

کی فلاسفی کو رد کیا تھا۔

دوسرا ٹیالومی والا نظام شمسی کہلاتا ہے۔ یہہ ٹیالومی بطلیمی ام واقعہ مصر کا رہنے والا تھا اور ۹۹ء میں پیدا ہوا تھا۔ اسکی کتاب المجسطی اس زمانہ تک موجود ہے اور سب جو کچھ ہپارکس اور ٹمیوچارس اور قدیم بابل والوں کے علم کی بابت باقی رہ گیا تھا اس میں مندرج ہے ٹیالومی کے قاعدہ کے مطابق زمین کل عالم کا مرکز ہے اور غیر متحرک ہے۔ اور سارے اجرام روزمرہ اسکے گرد مشرق سے مغرب کی طرف گردش کرتے ہیں۔ چودہ سو برس تک ٹیالومی کی یہہ تعلیم جاری رہی بلکہ پندرہویں صدی کے نصف تک۔ اس عرصہ میں بہت کم لوگ ہوئے جنہوں نے علم نجوم میں ترقی کی۔ عربوں میں سے المنصور اور المامون ہوئے تاتار میں شاہ الوگ بیگ اور کابل کا بادشاہ الغانستودیم۔ روجر بیکن جو تیرہویں صدی میں ہوا یہہ سب ٹیالومی کے خیال کے پیرو رہے +

ہر ایک کو خیال رہے کہ آریہ گزٹ نے اس دوسرے خیال کو بڑے شوق سے عیسوی مذہب کا خیال کہا ہے۔ یہہ کیسی عقل اور کیسی خبرداری ہے!! اور پہلے یعنی فیثاغورث والے خیال میں اہل ہند کی مدد کا اشارہ کیا ہے جس سے صرف یہہ ظاہر کیا کہ آریہ گزٹ کو اپنے ہندو دانشمندوں کی بھی خبر نہیں ہے۔ اس کی کیفیت ہم آگے چلکر سنائینگے +

اس موقع پر ہم یہہ بھی جتا دینا چاہتے ہیں کہ یہودی لوگوں میں علم نجوم کی طرف توجہ نہیں

کی جاتی تھی کیونکہ شریعت موسوی ہر قسم کی بت پرستی کے برخلاف تھی حالانکہ غیر اقوام آسمانی لشکر کی پوجا کرتی تھیں۔ اور اسلئے علم نجوم کی کہیں تعریف نہیں کیگئی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "تم میں کوئی پایا نہ جائے جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو آگ میں گذر کروائے۔ یا غیب گو یا نجومی یا فال کھولنے والا یا جادوگر بنے" (استثنا ۱۸: ۱۰) اور بھی دیکھو ۲ سلاطین ۲۳: ۵ عاموس ۵: ۸ اور استثنا ۴: ۱۹۔ اور مسیحی لوگوں نے اس امر میں اپنے تئیں ان خیالوں میں رہنے دیا اور اپنی تحقیقات میں بے پرواہ یا خاموش رہے۔ آریہ گزٹ کی عجیب نادانی ہے جو عیسائیوں کے ٹیالومی والے خیال میں پڑے رہنے کو عیسائی مذہب سمجھ لیا +

تیسرا خیال کوپرنیکس کا ہے۔ جو ۱۴۷۳ء میں تھارن واقعہ پرشیا میں پیدا ہوا تھا۔ یہہ شخص پادری تھا اور جو قاعدہ نظام شمسی کا اس نے ظاہر کیا وہ اسکی چالیس برس کی لگاتار عمیق غور و فکر کا نتیجہ تھا اور اس نے فیثاغورث اور فلولاس اور ٹیالومی کے خیالوں کی خوب تفتیش کی تھی۔ اس نے بیان کیا کہ (۱) اجرام فلکی کی ظاہرا روزانہ مشرق سے مغرب کی طرف گردش کا سبب زمین کی اپنی گردش ہے جو وہ اپنے محور پر روزانہ کرتی ہے۔ (۲) سورج مرکز ہے جس کے گرد زمین اور سیارے مغرب سے مشرق کی طرف گردش کرتے ہیں (۳) زمین گول ہے اور کہ خشکی اور تری ملکے کرہ ہے۔ اور کہ زمین کی گول صورت تول میں برابر رکھنے والی صورت ہے اور یہہ برابر رہنی بغیر اس محوری گردش کے حاصل نہیں ہو سکتی

اِس نئی معلومات کی عالم لوگوں نے اور رومی کلیسیا نے کچھ عرصہ مخالفت کی لیکن
پھر اُس وقت سے اب تک سب عالم اُس کی صحت کے قائل ہیں۔ اور گالیلیو۔ کیپلر۔
گسنڈی۔ ہوئیلینس۔ ہیگنس۔ کاسینی وغیرہ ہم نے اپنی اپنی تحقیقاتوں کی رُو سے اِس
قاعدہ نظام شمسی کی تائید کی ہے۔ اِسکے مشتہر ہونے کے قریباً ساٹھ یا ستر برس بعد دوربین
ایجاد کی گئی اور گالیلیو نے اُس کے متعلق اور کئی ایک باتیں دریافت کیں ۱۶۶۶ء کے قریب
مشہور سر آئزک نیوٹن نے فزیکل اسٹرانومی کی بنیاد ڈالی۔ اور قانون کشش دریافت کیا۔
اِنکے علاوہ اور بہت عالموں نے فلکی اور دیگر سائنس میں جستجو کی اور نئے سائنس بھی
ایجاد کئے دیکھو عیسوی مذہب کے پیروؤں نے تو کُل عالم کے سائنس یعنی نجوم۔ جغرافیہ۔
جیالوجی۔ فلالوجی وغیرہ میں نامعلوم دقیقے ظاہر کئے۔ اور دنیا کو اُن سے عملی فائدے
پہنچائے ہیں۔ مگر فیثاغورث کے وہ ہندی اُستاد جن پر آریہ گزٹ نے فخر جتایا ہے کولہو کے
بیل کی طرح ایک ہی جگہ چکر کھاتے کھاتے ختم ہی ہو گئے +

اِس موقع پر ہم پھر یاد دلانا چاہتے ہیں کہ جو کچھ کوپرنیکس اور گالیلیو اور سر آئزک نیوٹن
نے دریافت کیا اسکا نام بھی عیسائی مذہب نہیں ہے عیسائی مذہب بائبل ہے +

اب ہم آریہ گزٹ کے اعتراضوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ناظرین انکو ایک دفعہ پھر
پڑھ لیں تاکہ ذہن میں تازہ ہو جائیں۔ ایسی باتیں پبلک کے سامنے پیش کرتے ہوئے

آریہ گزٹ کو یہ لازم تھا کہ عیسائی مذہب کی کتاب سے حوالہ دیتا جہاں زمین کو چپٹی کہا
ہو اور رات پڑنے کا باعث سورج کا ایک پہاڑ کے پیچھے چھپ جانا لکھا ہو۔ اِسلئے دراصل
آریہ گزٹ کی یہ تحریر تو کچی گئی۔ اگر بائبل سے ایسی ہی واقفی ہوتی تو اُسکے پہلے ہی باب میں
اپنی ناواقفی کا علاج پا سکتا تھا جس میں دن و رات کا باعث یوں لکھا ہے +

"اور خدا نے کہا کہ آسمان کی فضا میں نیّر ہوں کہ دن اور رات میں فرق کریں اور وے
نشانوں اور زمانوں اور دنوں اور برسوں کے باعث ہوں۔ اور وے آسمان کی فضا میں
انوار کے لئے ہوں کہ زمین پر روشنی بخشیں اور ایسا ہی ہو گیا۔ سو خدا نے دو بڑے نیّر بنائے
ایک نیّرِ اعظم جو دن پر حکومت کرے اور ایک نیّرِ اصغر جو رات پر حکومت کرے۔ اور ستاروں
کو بھی بنایا۔ اور خدا نے اُن کو آسمان کی فضا میں رکھا کہ زمین پر روشنی بخشیں اور دن
پر اور رات پر حکومت کریں۔ اور اُجالے کو اندھیرے سے جدا کریں" الہامی مذہب
کا یہ بیان فیثاغورث سے بہت پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ اِس بیان میں کوئی اشارہ نہیں
کہ سورج زمین کے کسی اونچے پہاڑ کے پیچھے چھپ جاتا ہے یا چھپا رہتا ہے اور اس کے باعث رات
ہوا کرتی ہے۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ فضا میں سورج دن اور رات پر حکومت کرے۔ اور
اب بھی علما نے دریافت کیا ہے کہ فضا میں رہ کر سورج ہی زمین پر دن اور رات کا
باعث ہوتا ہے۔ یعنے زمین کی محوری گردش سے خیال رہے کہ عیسوی مذہب نے کبھی

صحیح نتیجہ انسان کو بتلا دیا اور اُسکی چون و چرا پر کوئی دھبا نہیں دیا لیکن انسان کی تجسّس کے
لئے رہنے دیا باوجود اس کے زمین کی گردش کی طرف اشارہ ایوب ۳۸ : ۱۲-۱۴ میں پایا جاتا
ہے جو لوگوں کی فکر کے لئے کافی تھا اگر فکر کرتے۔

پھر بائبل میں زمین کی شکل کا حسب ذیل پتہ ملتا ہے۔ (۱) "اُس نے (خدا نے) آسمان
کو اُتر طرف سے خلا پر پھیلایا اور زمین کو بے علاقہ لٹکایا"۔ (ایوب ۲۶ : ۷)
"یہہ وہ ہے جو زمین کے کُنڈل (دائرہ) کے اوپر بیٹھا ہے" (یسعیاہ ۴۰ : ۲۲)۔ ان مقامات
سے واضح ہوتا ہے کہ (۱) زمین اُتر طرف سے (یعنی شمالی قطب کی جانب سے) بے علاقہ
لٹکائی گئی ہے۔ کیا سائنس نے بھی زمین کا یہی رُخ گردش کرنے میں نہیں بتلایا ہے۔ زمین
کا بے علاقہ لٹکایا جانا کیسی بڑی صداقت ہے جس کو سائنس نے بھی قانون کشش اور
گردش کی وجہ سے قائم کیا ہے۔ اور بیل یا سانپ والے سہارے کو باطل ٹھہرایا ہے۔ اور (۲)
اُس کی صورت مثل کُنڈل یا دائرہ کے کہی گئی ہے۔ اور یہہ بھی بتلایا ہے کہ کیسا کُنڈل ہے یعنی
زمین پانی اور خشکی سے مرکب ہے (پیدائش ۱: ۹-۱۰) اور زمین پانی کے اوپر نکالی یا پھیلائی
گئی ہے (پیدائش ۱: ۹۔ زبور ۲۴ : ۲-۱ اور ۱۳۶ : ۶)

ان مقامات سے ظاہر ہے کہ زمین مثل ایک توے کے کُنڈل دار اور چپٹی نہیں ہے
لیکن نیچے پانی اور اوپر خشکی ہے۔ پانی اور خشکی کی گہرائی نہیں بتلائی ہے اور نہ اس کے

کُنڈل کی پیمائش بتلائی ہے۔ یہہ کام سائنس سے کرنا تھا اور اگر لوگوں نے اس کو مثل توے
کے چپٹی مانا تو یہہ اُن کی اپنی غلطی ہے۔ بائبل نے ایک صداقت بتلائی ہے مگر اسکے قدرتی
اسباب کی توضیح پر دھیان نہیں دئے ہیں کیونکہ سبب اوّل کا خیال مقدم تھا۔ لہذا اگر
عیسائی بھی سینکڑوں برس بُت پرست قومی والے غلط خیالوں میں پڑے رہے تو یہہ عیسوی
مذہب کا قصور نہیں کہا جاویگا۔

پھر دین عیسوی یہہ بھی نہیں سکھلاتا ہے کہ زمین تمام دُنیا کا مرکز ہے اور یا کہ سورج سے
بڑی ہے۔ ان دونوں باتوں کا بائبل مقدس میں کہیں اشارہ تک نہیں۔ آ یہہ گرزٹ کو چھپ
لگ گیا ہے۔ سورج اور ستاروں اور چاند اور زمین کی بڑائی چھوٹائی کا کوئی حساب نہیں لگایا
گیا ہے اور نہ اُس کو کُل عالم کا مرکز کہا ہے۔ تاہم چند ایک مقامات کی رو سے آسمان و زمین
کی نسبت ظاہر ہوتی ہے۔
"کیا تو افلاک کے قانونوں کو جانتا ہے؟ کیا تو نے اُن کا اقتدار زمین پر جاری کیا ہے؟"
(ایوب ۳۸ : ۳۳ بمقابلہ پیدائش ۱ : ۱۶)۔

اس بیان میں عقل سلیم کو کیسی بڑی صداقت مفہوم ہو سکتی تھی کہ زمین افلاک کے
قانونوں کے زیر حکومت کی گئی تھی۔ یہہ اقتدار فلکی بجائے خود زمین کو چھوٹی اور کمزور
قرار دیتا ہے اور اسکی پائداری کو فلک کا محتاج ٹھہراتا ہے۔ اور روشنی کا محتاج بھی۔ اور

سائنس نے اب دریافت کیا ہے کہ نظام شمسی اپنے ہر ایک جزو کو قانون کشش کے زور
سے اپنے قابو میں رکھتا ہے۔ مگر بائبل کا زور سبب اول پر ہے۔ وہ اسکی طرف رجوع کرواتی ہے
علاوہ اسکے زمین کا سورج اور چاند اور ستاروں اور فضا کے یعنی کل آسمانوں
کے ساتھ ایسا رشتہ بتلایا گیا جو فی الواقعی صحیح ہے۔ اور کارآمد ہے اور ہمیشہ رہا ہے۔ اور وہ
یہ ہے کہ آسمانوں کو زمین کا سائبان قرار دیا ہے۔ (یسعیاہ ۴۰ : ۲) اور سورج اور چاند
اور ستارے اسکو روشنی وغیرہ دینے کے لئے مقرر ہوئے۔ یہہ سائبان اس زمین
بہت بڑا ٹھہرا۔ اور چونکہ بائبل صرف اس دنیا کے لئے دلچسپی ہے اسلئے خدا کی قدرت
جو فائدے نظام شمسی سے اس زمین کو پہنچانے کا بندوبست ہوا انہیں کا ذکر کرکے
انسان کو خدا کی طرف رجوع کروایا گیا ہے۔ (یسعیاہ ۴۲ : ۵ اور ۴۵ : ۱۲)۔ اور زمین کو
پہنچانے سے اصل غرض انسان کو فایدہ پہنچانے کی تھی۔ دنیا کے شروع سے زمین
اور آسمان کے رشتہ کی یہی واقعی کیفیت چلی آئی ہے۔ ان کی ہوا اور پانی اور روشنی
اور گرمی یاد کیا کر رہے ہیں؟ اور ہم سب جو اس زمانہ میں موجود ہیں آسمان اور زمین کے
رشتہ اور اسکے منشا کو خود بھی محسوس کر رہے ہیں۔ اور سائنس اسکے برخلاف کچھ نہیں
کہہ سکتا۔ اگر آسمان اور زمین کے اس رشتہ اور اس رشتہ کے اس منشا پر دھیان کیا
جاوے تو کل عالم کا مرکز نہ آسمان ہے نہ زمین۔ نہ سورج نہ ستارے بلکہ انسان مرکز ہے

جس کی خدمت کے لئے یہہ سارا عالم گردش میں لایا ہے اور انسان کے لئے خدائے
خالق کی شان وقدرت دکھاتا رہتا ہے +

ہم کو افسوس ہے کہ آریہ گزٹ نے ایسا الزام عیسوی مذہب پر لگایا۔ مناسب
یہہ تھا کہ گزٹ بطلمی یا اپنا لوگوں کے خیالات کو عیسوی مذہب نہ سمجھتا اور گزٹ کو مخاطب
کرکے اسکے خیالات کی تازہ صحیح معلومات سے تردید کرتا گو اس زمانہ میں اب ایسا کرنا محض
تضیع اوقات ہے۔ بائبل کی مخالفت کرنے کے لئے بائبل سے خوب واقف ہونا چاہئے
اور جو بائبل سے واقف ہوگا اسکو مخالفت کرنی بھول جائیگی۔

سوم

فیثاغورس اور آریہ ورت کا سائنس

عیسوی مت اور سائنس کے درمیان سنگرام جتا کر آریہ گزٹ نے آریہ ورت
کے سائنس کی تعریف کی ہے اور فیثاغورس کو اسکا شاگرد بیان کیا ہے کہ آریہ ورت کی
سائنس جس کو فیثاغورس یہاں سے سیکھ گیا اب تک بھی سچائی یورپ کے تمام سائنس
دانوں کو تسلیم کرنی پڑی۔ یہہ دعوی کرتی تھی کہ پرتھوی نہ صرف مرکز نہیں بلکہ سورج

کی جسامت کے سامنے اس کی جسامت کی کچھ حقیقت ہی نہیں ہو سکتی۔ اور یہہ
ان سیاروں میں سے ایک ہی جو سورج کے گرد گردش کرتے ہیں" +

اس دعویٰ بے دلیل میں دو باتیں پیش کی گئی ہیں۔ ایک یہہ کہ فیثا غورس نے
اپنا سائنس آریہ ورت سے سیکھا تھا۔ دوسری یہہ کہ آریہ ورت کا سائنس قابل تقلید تھا۔
پہلی بات کی صحت کے لئے آریہ ورت کی مغربی ایشیا کی کتابوں سے ثبوت ملنے چاہئیں۔ ہم
پہلے فیثا غورس کے فرضی استاد آریہ ورت کا احوال سناتے ہیں کہ آریہ ورت یونانیوں کا استاد تھا یا شاگرد

بس واضح ہو کہ ویدک زمانہ کے آریہ ورت اور اس کے بعد میں بھی ہندوؤں کی
کوئی تواریخ نہیں ہی جو انکے انشاء اور علوم وغیرہ کا پتہ دیوے۔ مگر زمانہ حال میں یورپ
اور امریکہ کے محققوں نے لنکا اور نیپال اور چین اور ایران کے انشاء کو ہندوؤں
کی کتابوں سے مقابلہ کرکے آریہ ورت کے احوال مشتہر کئے ہیں۔ اور یہہ ظاہر کیا ہی
کہ ہندوؤں کا نہ صرف سائنس بلکہ مذہب بھی پنجاب کے مغرب سے آریہ ورت
میں آیا تھا جیسا کہ ہم نے ایک رسالہ بنام آغاز وید مذہب میں ثابت کیا ہی +

ویدک زمانہ میں آریہ ورت کے سائنس اور خاص کر علم نجوم کی بابت پروفیسر
ویبر صاحب ہسٹری آف سنسکرت لٹریچر کے صفحہ ۲۴۶-۲۴۷ میں لکھتے ہیں کہ ویدک
زمانہ میں علم نجوم کا رواج کسی قدر تھا مگر یہہ علم ہنوز ابتدائی منزل پر تھا۔ آسمانوں کا

ملاحظہ فقط چند ستاروں پر محدود تھا خصوصاً ستائیس یا اٹھائیس منازل قمر پر۔ اور
لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک ان منازل قمر کے خیال کا آغاز بھی کلدیوں سے ہوا اور
کلدیوں سے ہندوؤں اور چینیوں میں آیا۔ ہندو یہ خیال یا تو جس طرف سے پہلے
پہل اپنے ساتھ ہندوستان میں لائے تھے اور یا پنجاب کے ساتھ فینیقیوں کے تجارتی
تعلقات کے ذریعہ سے آیا تھا۔ ان منازل قمر میں سے بعض کا نام رگ سنگھتا میں
آیا ہی یعنی اگھاس یا مگھاس۔ اور ارجن یا دیا پھگلن یا (دیکھو رگ وید منڈل ۱۰ منتر ۸۵-
آیت ۱۳) اور منڈل ۱۰ منتر ۶۴ آیت ۸ میں تشیا کا ذکر ہی"

"اسٹرانومی کے سائنس کی قطعی ترقی سیاروں کے دریافت کے ذریعہ ہوئی۔ جنکا
سب سے پہلا ذکر تیتریا آرنیاک میں ہوا ہی۔ مگر ہنوز مشکوک ہی۔ اسکے سوا ویدک زمانہ
کی کسی اور کتاب میں ان کا ذکر نہیں ہی۔ منو کا شاستر ان سے ناواقف ہی۔ یاجنولکیہ
شرع ان کی عبادت سکھلاتی ہی۔ کالیداس کے ہاں آیا۔ اور مرچھکٹی اور مہابھارت
اور رامائن میں بارہا انکی طرف اشارہ کیا گیا ہی۔ میتری یا آرنیاک میں صرف سات سیارہ
کا ذکر ہی (یعنی سپتا گرہا) سیارے کے لئے لفظ گرہ ہی جس کے معنی پکڑنے والا ہی۔
اور اس کا آغاز اسٹرالوجی ہی (یعنی سیاروں کے ذریعہ سے انسان کی قسمت پہچاننا)۔
باوجود اسکے وہ جس نے ہندی اسٹرانومی میں حقیقی جان ڈالی وہ یونانی تاثیر ہی۔

سکندر کی فتح پنجاب کے باعث [illegible] یونانی بادشاہت قائم ہو گئی تھی۔ جس کی
حکومت اِسکے عروج کے زمانہ میں پنجاب [illegible] ہرات تک پھیلی تھی۔ انہیں ایّام میں پہلے
سلیوسیڈی اور بطالمی بھی اپنے [illegible] سے پاٹلی پتر کے دربار کے ساتھ اکثر
صریح تعلقات رکھتے تھے۔" (فٹ [illegible]) [illegible] میگاستھنز کو سلیوکس نے چندر گپتا کے
پاس بھیجا تھا۔ (جو قبل مسیح ۲۹۱ [illegible] گزر گیا [illegible] ڈائماکس کو انٹی اوکس نے [illegible] پٹالی
تانی نے ڈایونی سیس اور غالباً [illegible] لیکن [illegible] گپتا کے بیٹے امترا گھات کے پاس
بھیجا تھا۔ سلیوکس نے اپنی بیٹی [illegible] چندر گپتا [illegible] بیاہ دی تھی۔ اور اُس شاہزادی کے
ساتھ پٹالوی پتر میں بہت لوگ [illegible] بھی آئے ہیں۔ . . اور کالیداس میں مذکور ہے کہ
یاونی (یونانی) ہندی راجوں کی خدمت کرتے تھے۔ یہی سبب ہے کہ پیادسی کے منقش
نوشتوں میں ہم کو انٹی گونس [illegible] انٹی اوکس [illegible] بطالمی اور خود سکندر کا بھی مذکور ملتا
ہے۔ ان سفارتوں کا نتیجہ یہ تھا کہ سکندریہ [illegible] ہندوستان کے مغربی ساحل میں
تجارتی راہ و رسم تیز رفتار ہو گئی تھی۔ اور [illegible] ([illegible]) بڑے عروج
میں ہو گیا۔ فلاسٹریس نے اپالونیس [illegible] کی سوانح عمری میں بیان کیا ہے کہ برہمن
یونانی لٹریچر کی بڑی قدر کرتے تھے [illegible] اعلیٰ درجہ کے قریباً سارے لوگ اس کو سیکھتے تھے
ہندی اسٹرانومر (نجومی) یاونوں کو ہمیشہ اپنا استاد کر کے لکھتے ہیں۔ لیکن یہ ہنوز متحقق

نہیں ہوا کہ پاسرہ جو سب سے قدیم ہندی اسٹرانومر سمجھا جاتا ہے اس شاگردی میں داخل
ہے یا کہ نہیں۔ اس کا منازل قمر سے حساب کرنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس سے آزاد تھا۔ لیکن
گرگا جو قدامت میں اس سے دوم درجہ کا نجومی تھا یونانیوں کے علم نجوم کی بڑی قدر
کرتا ہے۔ پھر ہندوی مشاہیر روایت کرتی ہے کہ اسورمایا سب سے قدیم نجومی تھا اور کہتی
ہے کہ سورج دیوتا نے خود اسکو ستاروں کا علم سکھاتا تھا۔ میں نے ایک موقع پر یہ خیال ظاہر
کیا تھا کہ اسورہ مایا یونانیوں والا [illegible] ہے کیونکہ یہ موخر نام پیادسی کے منقش
نوشتوں سے ہم دیکھتے ہیں کہ ہندی میں تورہ مایا ہو گیا تھا جس سے لفظ اسورہ مایا
بہت آسانی سے نکل سکتا تھا۔ اور ہندی کی روایت اس مایا کو صرف اختاروکت چودہ
واقعہ مغرب کا قرار دیتی ہے۔ پھر پانچ سدھانت جو سب سے قدیم نجومی قانون بتلائے
جاتے ہیں اُن میں سے ایک پولس سدھانت ہے اُسکا نام ہی ظاہر کرتا ہے کہ اُسکا
اصل آغاز یونانی ہے۔ اور دوسرا رومک سدھانت ہے جسکی بابت البیرونی صاف لکھتا
ہے کہ اُسکا مصنف پولس یونانی تھا۔ اور اس حال میں اس کو پولس الگزنڈرینس
کی کتاب [illegible] کا ترجمہ سمجھنا چاہئے۔ وغیرہ" پروفیسر ویبر صاحب کی
اس تواریخی اور تحقیقی بحث سے جو ہندوؤں کی کتابوں پر اور یونانیوں کی تواریخ پر مبنی
ہے ظاہر ہے کہ ہندوؤں نے نہ صرف علم نجوم بلکہ اور باتیں بھی یونانیوں سے سیکھی تحقیق

اور فیثاغورس جو سکندر اعظم سے کئی سو برس پہلے ہوا اُسکا آریہ ورت کے ساتھ کوئی تعلق ثابت نہیں ہی۔ اگر ہی تو آریہ گزٹ پیش کرے۔

اب ہم دیکھیں کہ مغربی علماء اپنی اطراف کے فیثاغورس کی بابت کیا کہتے ہیں۔ وہ کہاں کہاں گیا تھا اور کیا سیکھا تھا۔ اور اپنے زمانہ میں وہ آریہ ورت میں آکر یہاں سیکھتا گیا؟ ہندو اسٹرانومی کا آغاز ہم نے دیکھا کہ کب سے ہوا تھا اور اُنکی آسٹرانومی کیا تھی۔ اب مغرب کی کتابوں میں [illegible] غورس کی بابت حسب ذیل بیان ہوا ہی۔ یوسیفیس یہودی مورخ لکھتا ہی کہ "وہ یہودی [illegible] ذل فلاسفی کو اور آسمانی اور بابی چیزوں کے امتیاز کو اُن میں آغاز کر دیا۔ جیسے فریکی سائیڈیز شریانی اور فیثاغورس اور تھالیز۔ یہہ سب متفق ہیں کہ جو کچھ وے جانتے تھے سو انہوں نے مصریوں اور کسدیوں سے سیکھا مگر لکھا بہت کم۔ اور یہہ وہ باتیں ہیں جو یونانیوں میں سب سے قدیم سمجھی جاتی ہیں"۔

اور پھر لکھتا ہی کہ فیثاغورس سیماس کا رہنے والا بہت قدیم زمانہ میں گزرا ہی اور دانائی اور دینداری میں سب فیلسوفوں سے اعلیٰ سمجھا جاتا تھا۔ اس سے ظاہر ہی کہ وہ نہ صرف ہملی تعلیمات جانتا بلکہ بہتیرا اُن کا پیرو اور عاشق تھا۔ درحقیقت کوئی تصنیف نہیں ہی جو اس کی کہی یا مانی جاتی ہی لیکن بہت ہیں جنہوں نے اسکی تواریخ لکھی ہی جن میں سے ہرمیپس سب سے مشہور ہی۔ وہ لکھتا ہی کہ فیثاغورس نے یہہ یہودیوں اور تھریشئی لوگوں

کی تعلیم کے مطابق کیا جن کو اس نے اپنی فلاسفی میں داخل کر لیا۔" (دیکھو رسالہ حکمت الالہام تیسرا باب مصنفہ پادری جی۔ ایل۔ ٹھاکر داس جس میں یوسیفس مورخ اور اور مورخوں سے یہہ اور اس قسم کے اقتباس مندرج ہیں)۔ اس صورت میں آریہ گزٹ کا دعویٰ کہ فیثاغورث نے آریہ ورت میں آکر علم نجوم سیکھا قابل تسلیم نہیں ہی۔

دوسری بات جو آریہ گزٹ نے اپنے وحوسے میں پیش کی ہی یہہ ہی کہ آریہ ورت کا سائنس یہہ تھا کہ پرتھوی صرف مرکز نہیں بلکہ سورج کی جسامت کے سامنے اسکی جسامت کی کچھ حقیقت نہیں ہو سکتی۔ اور یہہ اُن ستاروں میں سے ایک ہی جو سورج کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اب دیکھو سورج کے اپنے محور اور خلا میں حرکت کرنے کی بابت ایتریا براہمنہ ۳-۴-۴- "سورج نہ کبھی ڈوبتا ہی نہ اُٹھتا ہی۔ جب لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ ڈوبتا ہی تو وہ دن کے آخر پر پہنچ کر صرف اپنے تئیں گھما دیتا ہی۔ اور اوپر دن اور نیچے رات کر دیتا ہی۔ پھر جب لوگ سوچتے ہیں کہ صبح کو وہ اُٹھتا ہی تو وہ رات کے آخر پر پہنچکر صرف اپنے تئیں گھما دیتا ہی۔ اور نیچے دن اور اوپر رات کر دیتا ہی درحقیقت وہ کبھی ڈوبتا نہیں۔ آدمی جو یہہ جانتا ہی کہ سورج کبھی نہیں ڈوبتا۔ وہ اُسکے ساتھ یگانگت اور موافقت پاتا ہی اور اُسی کی گولائی (یا مرتبہ) میں رہتا ہی۔"

اس میں خیال یہہ ہی کہ سورج کی دو طرفیں ہیں۔ ایک روشن دوسری تاریک۔ دن

پھر اسکی روشن طرف زمین کی جانب ہوتی اور وہ فلک میں مغرب کی طرف سفر کرتا رہتا ہے۔ تب وہ لوٹتا ہے یعنی روشن طرف فلک کی جانب اور تاریک طرف زمین کی جانب کئے ہوئے ایسا کہ [illegible] دکھائی نہیں دیتا اور ساری رات مشرق کی طرف سفر کرتا رہتا ہے جو اسکی مشرقی حد [illegible] وہاں سے پھر لوٹتا ہے اسی طرح دن اور رات ہوتے رہتے ہیں +

گرہن اور [illegible] پورے چاند کی بابت سائنس

ستپتھ براہمن [illegible] ۱-۲-۴-۳ سوم راجہ دیوتوں کا کھانا چاند کے سوائے اور کوئی نہیں پس جب وہ رات [illegible] مشرق یا پچھم میں دکھائی نہیں دیتا تب وہ اس دنیا پر آجاتا ہے اور یہاں پانی اور بنسپتی [illegible] داخل ہو جاتا ہے۔ اور جب دیوتوں کے لئے خوراک کافی ہو جاتی ہے تب وہ آدمیوں [illegible] پاس پھر آتا ہے۔ پس جو کوئی اس کو جانتا ہے اس میں اسکے لئے اس دنیا اور اس دنیا [illegible] مانند استقبال کی ہے۔ اس طرح جسنے چاند والی رات میں دیوتوں سے خوراک چلی جاتی [illegible] اور اس دنیا میں آجاتی ہے سب دیوتوں کو آرزو ہوئی کہ اس خوراک کو کسی طرح [illegible] اپنے پاس لادیں اور کس طرح ہو کہ وہ انکے پاس سے زائل نہ ہو جاوے ...... وہ جو وہاں چل رہا ہے (یعنی سورج) یقیناً وہ اور کوئی نہیں مگر اندر ہے اور چاند کوئی اور نہیں مگر ورترا ہے۔ متقدم کی ذات متوخر کے برخلاف ہے۔ اور اس لئے اگرچہ چاند پہلے سورج سے بہت فاصلے پر اٹھا تھا لیکن اب وہ اسکی طرف چلا جاتا ہے اور

اس کے کھلے ہوئے منہ میں گھس جاتا ہے۔ اس کو نگل کر وہ (سورج یا اندر) اٹھتا ہے۔ اور وہ دوسرا (ورترا یا چاند) نہ تو مشرق میں اور نہ مغرب میں دکھائی دیتا ہے حقیقتاً وہ جو اس بات کو جانتا ہے وہ اپنے کینہ ور دشمن کو نگل جاتا ہے (اندر یا سورج) اس کو (ورترا یا چاند کو) چوس کر نکال دیتا ہے اور تب وہ اس چوسی ہوئی حالت میں مغربی فلک میں دکھائی دیتا ہے اور پھر بڑھنے لگتا ہے اور بڑھتا ہے تاکہ اندر یا سورج کے لئے پھر خوراک ہوئے۔ وغیرہ

پھر ستپتھ براہمن پانچ ۳-۲-۲۔ ایک دفعہ سور بھانو اسورہ نے سورج کو تاریک کر دیا تھا اور تاریک ہو جانے کے سبب وہ چمکنے سے رہ گیا۔ سوما اور رودر نے اسکی وہ تاریکی ہٹائی۔ اور برائی سے آزاد ہو کر وہ سامنے چمک رہا ہے۔ اسی طرح وہ بادشاہ تاریکی میں داخل ہوتا ہے یا تاریکی اس میں داخل ہوتی ہے جب وہ انکو جو قربانی کے لائق نہیں ان کو قربانی کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ اور اب بھی وہ انکو جو قربانی کے لائق نہیں یعنی شودر یا کسی اور کو قربانی کے ساتھ ملاتا ہے۔ اور سوما اور رودر ہی اس کی تاریکی کو دور کرتے اور اس برائی سے آزاد ہو کر وہ تقدیس کیا جاتا ہے۔" ناظرین بھی یہ خیال کریں کہ کیا یہ سائنس سیکھ کر فیثاغورس اپنا وہ سائنس سکھا سکتا تھا؟

آجکل کے ہندوؤں کا بھی یہی اعتقاد ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ براہمنہ ویدوں کے

برابر متبرک [illegible] گئے مانے جاتے ہیں۔ اور منو اور پُران وغیرہ متبرک ہیں اور جن کے بعد کی کتابیں ہیں۔ پُرانوں کے بیان نظامِ شمسی کی بابت اور بھی خیالی اور آوارہ بیان ہیں اور موجودہ سائنس کی رُو سے اُن کی ایک ایک بات ردی ثابت ہوتی ہے۔ گو پرانوں کے مصنفوں نے نظامِ شمسی کی بڑی لمبی لمبی کیفیت لکھی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک مصنف دوسرے کی نسبت خیال بازی میں اپنے آپ کو بڑھ چڑھ کر دکھلانا چاہتا ہے۔ یہ وید اور برہمن اور [illegible] ہندو مذہب کی کتابیں ہیں اور اُن کا سائنس کچھ اور [illegible] ہوا اور کچھ اور۔

مختصر احوال [illegible] مہا وشنو پُران۔ دوسری کتاب دوسرا باب دربارہ علم جغرافیہ۔ زمین کے سات [illegible] بر اعظم شکل چھلوں کے ہیں۔ جمبو۔ پلکشا۔ سلمل۔ کوشا۔ کرونچا۔ سکا اور پشکرہ۔ اور وہ سات بڑے سمندروں سے گھرے ہوئے ہیں۔ کھارے پانی کا سمندر۔ گنے [illegible] کا۔ شراب کا۔ (سورہ) مکھن کا (سرپی)۔ دہی کا۔ دودھ کا۔ اور تازہ پانی کا۔ جمبو د[illegible] ان سب کے بیچوں بیچ ہے۔ اور اس بر اعظم کے بیچوں بیچ سنہلا میرو ہے۔ میرو کی بلندی [illegible]۸۴ جوجن ہے اور زمین کی سطح سے نیچے ۱۶۰۰۰ جوجن گہرا ہے۔ اسکی چوٹی کا قطر [illegible]۰۰۰ جوجن ہے۔ اور اسکے بنیاد کا قطر ۱۶۰۰۰ جوجن یہ پہاڑ زمین کا کنول ہے۔ [illegible] آریہ گزٹ بتلاوے [illegible] رو سے زمین پر یہ پہاڑ کہاں ہے؟ اور وہ زمین کونسی ہے جس کے

گرد سات چھلے خشکی کے اور سات چھلے دودھ دہی وغیرہ کے پائے جاتے ہیں؟

پھر نظامِ سیارگان کی بابت اُسی پُران کے ۹ باب میں یوں بیان ہوا ہے "[illegible] فلکی دائرہ ہری کی صورت جو آسمان میں موجود ہے اور تارا منڈلوں یا برجوں سے مرکب ہے سوسمار کی شکل کی ہے۔ اور دھرو اُسکی دُم میں واقع ہے۔ جیوں جیوں دھرو گھومتا ہے تو چاند سورج اور تارے کی گردش کرواتا ہے کیونکہ تمام فلکی انوار ہوائی رسیوں کے ذریعہ دھرو یعنی قطب تارے کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں" (مرکز قطب تارا ہے)۔

زمین کے متعلق کا یہ سائنس ہے جو ہندو مذہب کی کتابوں برہمنوں اور پرانوں میں پایا جاتا ہے۔ فیثاغورس اس آریہ ورت میں آکر کیا سیکھ سکتا تھا؟ اگر آیا تو یہی سائنس سیکھ کے جاتا۔ مگر اُس کی بابت آریہ ورت کے علم کے برخلاف تھیں اور یہ حالت ایک اندرونی ثبوت اس بات کا ہے کہ فیثاغورس آریہ ورت میں نہ آیا تھا اور نہ ہندوؤں کا شاگرد بنا تھا۔

قدیم ہندو مذہب کے اس سائنس کی نسبت تو ایک ہندو نجومی بھاسکر اچاریہ بہتر جانتا تھا جو بارہویں صدی عیسوی میں ہوا۔ وہ اپنی کتاب سدھانت سرومنی میں لکھتا ہے کہ "زمین خدا کے ہاتھ کے ذریعہ ہوا میں لٹکی ہوئی ہے"۔ فیثاغورس اس سے قریباً دو ہزار برس پہلے گزرا اسلئے اُسکا بھی شاگرد نہیں ہو سکتا تھا۔ لہذا بہر حال ظاہر ہے کہ فیثاغورس آریہ ورت سے سیکھ کر نہیں گیا تھا۔ بلکہ آریہ ورت نے یونانیوں سے بہت

پکڑ سکیا تھا۔ اور پھر بھی آیہ ورت کا سائنس وہ رہا جو اوپر بیان ہوا اور سچی علمار کی تحقیقاتوں کی رو سے بالکل طفلانہ خیال ثابت ہو گیا ہے۔ اب خشک شیخی سے کیا فائدہ ہے +

مخفی نہ رہے کہ ستارے جن کا قدیم زمانوں سے چرچا ہے بائبل میں بھی مذکور ہوئے ہیں جیسے ثریا۔ جبار۔ منطقۃ البروج۔ اور ارکتورس۔ مگر ان کے متعلق کوئی سائنس وضع نہیں ہے۔ (ایوب ۳۸: ۳۱-۳۲) سورج اور ستاروں کو زمین سے بہت بلند لکھا ہے لیکن اس دوری کی پیمائش نہیں کی ہے۔ اس نظام شمسی کے سوا سیاروں اور ستاروں اور آسمانوں کا خدا ہی کے قدرت سے بنایا جانا لکھا ہے (پیدائش ۱: ۱-۱۶) مگر انکے انتظام یا باشندوں کی بابت کچھ ظاہر نہیں کیا ہے۔ صرف اسی زمین کی تفصیل کی ہے کیونکہ انسان کا اسی سے تعلق ہے اور اسی کے لئے نجات دہندہ کی تجویز کی خبر دیگئی۔ دیگر عالموں کا حال بیان کرنے سے اس زمین اور اسکے باشندوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ تاہم جو کچھ بائبل میں مذکور ہوا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور سائنس نے اس کی تائید کی ہے اور اپنے طور پر اس کے بیانوں پر زیادہ سے زیادہ روشنی ڈالی ہے +

چہارم

یورپ کے سائنس دان اور بائبل

آریہ گزٹ نے یورپ کے سائنس دانوں کی تحقیقاتوں کا اور انکے مقابلہ میں پادری صاحبوں کی مخالفت کا بڑے شوق سے کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ خاصکر کوپرنیکس اور گلیلیو کی تحقیقاتوں اور اُن پر رومیوں کی مخالفت کا۔ آریہ گزٹ کا یہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ اپنی تحقیقاتوں سے اُن عالموں کی غرض عیسوی مذہب کے بیانات کو غلط ثابت کرنے کی تھی اور جو کچھ رومن کیتھولک مانتے ہوئے تھی وہ عیسوی مذہب تھا۔ ہم اس سے پہلے دکھلا چکے ہیں کہ رومن لوگوں کے خیالوں کو جو ٹالمی کی باتوں پر مبنی تھے عیسوی مذہب قرار دینا فاش غلطی ہے۔ اور اب چونکہ آریہ گزٹ نے یورپ کے سائنس دانوں پر فخر جتایا ہے اور انکے خیالات کو عیسویت کے خلاف پیش کیا۔ اسلئے ہم پبلک کو دکھلانا چاہتے ہیں کہ سوائے چند متعدد منکروں کے قریباً سارے سائنس دان بائبل اور سائنس کو بالکل مطابق قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ کوپرنیکس اور گلیلیو نے خود اپنی معلومات کو عیسوی مذہب کے برخلاف نہیں

جتایا تھا لیکن رومن کاتھلکوں نے اپنے مروجہ خیالوں کے رو سے ان معلومات
کو عیسویت کے برخلاف سمجھا تھا اور کچھ عرصہ مخالفت کی تھی جب [illegible] گیلیلو نے اپنی
تحقیقاتوں کی رو سے کوپرنیکس والے نظام شمسی کی تائید کی تو [illegible] لوگوں نے
اس پر فتویٰ دیا کہ ملحد ہے۔ مگر گالیلیو نے بڑے حوصلے کے ساتھ [illegible] بچاؤ کیا اور کہا
کہ مذہب پر حملہ کرنیکا مجھے خواب تک نہیں آیا۔ پاک نوشتے لکھے گئے تھے تا کہ لوگوں
کو راہِ نجات سکھلاویں نہ علم نجوم" (ڈکشنری آف ریلیجن ہیسٹنگز) ایسی [illegible] ہونی
کچھ عجیب بات نہ تھی۔ دیکھو جب مارٹن لوتھر نے بائبل کی بنا پر رومن [illegible] کی بت پرستی
وغیرہ کو دور کرنیکی کوشش کی تو اُن لوگوں اور انکے پوپوں نے کیسی [illegible] مخالفت
کی تھی۔ غرضیکہ رومیوں کی مخالفت سے آریہ گزٹ کے زعم کو ذرا بھی [illegible] نہیں پہنچ
سکتا۔ ان موجدوں اور محققوں کی نیت اور غرض کو دیکھنا چاہئے۔ [illegible] واسوقت
ایسی سخت مخالفت کے بعد میں جب زیادہ تر ثبوت برآمد ہو گئے تو کل [illegible] سیانے بھی
گیلیلیو والی باتوں کو تسلیم کر لیا اور اچھا کیا کہ اس امر میں پُرانی لکیر کے [illegible] بیٹھے رہے
اور آریہ گزٹ کی ساری تحریر رائیگان ہو +

باقی سائنس دانوں اور بائبل میں اتفاق ہونے کی بابت بھی ہمیں ضروری معلوم
ہوتا ہے کہ اسکی کچھ تفصیل کریں۔ کیونکہ ہم نے اور مہر قصوں پر بھی نوجوانوں کو کہتے سنا کہ

یورپ کے سائنس دان بائبل کو سچ نہیں مانتے تو ہم کیوں مانیں۔ مگر درحقیقت یہ خیال
صحیح نہیں ہے۔ ڈاکٹر سمویل کنس صاحب اپنی مستند کتاب Manual of Geology
کے باب اوّل میں اس امر کی بابت یوں تحریر کرتے ہیں کہ ۱۸۶۵ء میں برٹش اسوسی
ایشن کے جلسہ میں ایک اشتہار دیا گیا تھا جس پر ۷۱۷ سائنس دانوں نے دستخط
کئے تھے۔ اس اشتہار میں اُن سب نے اپنا یہ اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ ہم نہ صرف پاک نوشتوں
کی صداقت پر یقین کرتے ہیں بلکہ طبعی سائنس کے ساتھ اُن کی موافقت پر بھی۔
وہ اشتہار حسب ذیل ہے +

"ہم طبعی سائنس کے مطالعہ کرنیوالے جنکے دستخط تحت میں ثبت ہیں اس بات
پر اپنا دلی افسوس ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں سائنس کی تحقیقاتیں پاک
نوشتوں کی سچائی پر شک ڈالنے کا موجب بنائی جاتی ہیں"

ہم جانتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ کلام خدا جو نیچر کی کتاب میں موضوع ہے اور کلام خدا
جو پاک نوشتوں میں مرقوم ہے ایک دوسرے کے برخلاف ہو سکیں خواہ بظاہر
کیسے ہی ناموافق نظر آتے ہوں"

"ہم یہ بھی بھولے نہیں ہیں کہ طبعی سائنس کامل نہیں ہے لیکن ترقی
کی حالت میں ہے۔ اور کہ بالفعل ہماری محدود عقل ہم کو اس [illegible] کرتی ہے کہ آئینہ میں

وھند بلاسا دیکھیں ... ہمیں یقین ہے کہ وقت آجائیگا جب دونوں دفتر ہر ایک بات میں مطابق نظر آوینگے"۔

"ہم افسوس ... نے ہیں کہ طبعی سائنس پر بعض جو اس کا مطالعہ نہیں کرتے شک کی نظر سے دیکھتے ہیں صرف اس نامعقول طریق کے سبب جس میں بعض اس کو پاک نوشتوں کے برخلاف ادا کرتے ہیں"۔ وغیرہ۔

پروفیسر صاحب ... نے ضمیمہ کتاب میں اُن ۱۷۶ سائنس دانوں کے نام بھی درج کئے ہیں ... علامہ سٹر ڈیوڈ بروسٹر کا نام بھی ہے جنکے علمی اور سائینٹفک القاب گیارہ سطروں میں آئے ہیں۔ ان محقق مقتدیوں کا ذکر ہم یہیں چھوڑ کر ذیل میں یہ بیان پیش کرتے ہیں کہ جہاں تک سائنس کی تحقیقاتیں پہنچی ہیں اُن کا نتیجہ بالکل اُس بیان کے مطابق ہے جو موسیٰ نے توریت کے پہلے باب میں لکھا ہے۔ پروفیسر کنس صاحب خلقت کے پندرہ واقعات کا بیان بہ تفصیل پیش کرتے ہیں جو موسیٰ نے لکھے تھے اور اب سائنس نے ... مطابق اظہار کیا ہے اور اس میں لطف یہ ہے کہ عالم کے آغاز کو اسی ترتیب میں بیان ... جس ترتیب میں موسیٰ نے لکھا تھا۔

پہلا واقعہ۔ موسیٰ "ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا"۔

سائنس علم نجوم کے معلومات بھی ثابت کرتے ہیں کہ ہماری دنیا سے پیشتر اور

جہاں بنے تھے۔ لہذا آسمان کا پہلے ذکر نا صحیح ترتیب ہے۔

"اور زمین ویران اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا"۔

یہ یقیناً مادہ کی اُس حالت کا بیان ہے جو اس زمین کی پیدائش سے پہلے تھی۔ (یعنی ہیولیٰ) ... +

دوسرا واقعہ۔ موسیٰ۔ "اور خدا نے کہا کہ اُجالا ہو اور اُجالا ہو گیا"۔

سائنس۔ اپنی موجودہ صورت و شکل میں منکشف ہو جانے سے پہلے سورج اور ستارے ... ایک روشن ہیولیٰ کی حالت میں تھے +

"تیسرا واقعہ۔ موسیٰ۔ اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے بیچ فضا ہووے"۔ (فضا کے لئے عبری لفظ کے معنی پھیلاؤ ہیں)

سائنس۔ زمین کے ٹھنڈے ہونے پر بعض گیس جن سے وہ گھری ہوئی تھی باہم ملکر ہوا اور پانی بن گئے۔ +

+ نوٹ۔ یاد رہے کہ سائنس آغاز عالم کے قدرتی اسباب کی تلاش کرتے کرتے ابتدائی اجسام تک پہنچا ہے پرے نہیں یعنی یہ نہیں بتلا سکتا کہ وہ اجسام کہاں سے آئے مگر موسیٰ بتاتا ہے کہ وہ اُجالا کہاں سے آیا تھا "خدا نے کہا کہ اُجالا ہو اور اُجالا ہو گیا"۔

چوتھا واقعہ۔ موسیٰ۔ "اور خدا نے کہا کہ خشکی نظر آوے"

سائنس۔ زمین کے زیادہ ٹھنڈے ہونے پر اس میں بڑی بڑی حرکتیں ہوئیں
جن کے سبب سخت زمین پانی کے اوپر ابھر آئی اور پہاڑ اور جزیرے اور براعظم بن گئے۔

پانچواں واقعہ۔ موسیٰ۔ "اور خدا نے کہا کہ زمین گھاس۔ اگاوے"
(خیال رہے کہ اس میں بیج کا ذکر نہیں)

سائنس۔ سب سے ابتدائی نباتاتی زندگی وہ تھی جو کرپٹوگام کہلاتی ہے۔ جو بیج سے
نہیں بلکہ شاخ یا گانٹھ سے پیدا ہوتی ہے۔+

چھٹا واقعہ۔ موسیٰ۔ "اور نباتات کو جو بیج رکھتی"

سائنس۔ سب سے ادنیٰ قسم کے فینوگام یا پھول اور پودے مذکورہ سے دوسرے
زمانہ میں پائے جاتے ہیں+

ساتواں واقعہ۔ موسیٰ۔ "اور میوہ دار درختوں کو"

سائنس۔ اعلیٰ قسم کے فینوگام یا پھول اور پودے جو اونچے درجہ کے پھل لاتے ہیں
متوسط زمانہ میں پائے جاتے ہیں جس کو علم ٹریولی ان اوسکاربونی فرس کہتے ہیں+

آٹھواں واقعہ۔ موسیٰ۔ "اور خدا نے کہا کہ آسمان کی فضا میں نیّر ہوں
اور وے نشانوں اور زمانوں اور دنوں اور برسوں کے باعث ہوں"

سائنس۔ یہ سورج اور چاند کی پیدائش کا بیان نہیں ہے۔ لیکن خاص کام کیلئے
انکا مقرر کیا جانا ہے کیونکہ اس سے پہلے موسموں کا کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ اور نہ
دنوں اور برسوں کی اب تک کوئی ٹھیک حد معین ہوئی تھی۔

نواں واقعہ۔ موسیٰ۔ "اور خدا نے کہا کہ پانیوں سے رینگنے والے جاندار
کثرت سے موجود ہوویں"

سائنس۔ حیوانی زندگی کا یہ پہلا شروع نہیں ہے کیونکہ اس زمانہ سے بہت پہلے
چاروں بڑی قسم کے جاندار موجود ہو چکے تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ آبی جانداروں
کی جنس کے شمار کی بڑی بہتات کا ذکر ہے۔ اور نیز خشکی اور تری کے رینگنے والوں
کی بڑھتی کا۔+

دسواں واقعہ۔ موسیٰ۔ "اور پرندے زمین پر آسمان کی فضا میں اڑیں"

سائنس۔ نیو ریڈ سینڈ سٹون میں پہلے پہل پرندوں کے پاؤں کے نشان
پائے جاتے ہیں۔+

گیارہواں واقعہ۔ موسیٰ۔ "اور خدا نے بڑے بڑے دریائی جاندار پیدا کئے"

سائنس۔ اس زمین میں جو [illegible]zoics کہلاتا ہے بڑے بڑے پانی کے جاندار مثل
Plisiosaurus اور Ichthyosaurus

جاتے ہیں +

بارھواں واقعہ۔ موسیٰ۔ اور خدا نے جنگل کے جانوروں کو اُن کی جنس کے موافق پیدا کیا۔

سائنس۔ بڑے بڑے جنگلی جانور جیسے Dimatherium Mastodon وغیرہ مویشیوں کی آمد سے پہلے ہوتے۔ +

تیرھواں واقعہ۔ موسیٰ۔ اور مواشیوں کو اُن کی جنس کے موافق۔

سائنس۔ [illegible] پاتل یا ہرن انسان سے پہلے ظاہر ہوتے۔ اُن میں سے بعض بعد Post-Pliocene زمانہ میں +

چودھواں واقعہ۔ موسیٰ۔ ہر ایک پیدا نباتات۔ اور ہر ایک درخت جس میں [illegible]

سائنس۔ [illegible] پروفیسر گیسیوس کے مطابق بڑی قسم کے پھول اور پھلدار درخت وغیرہ آدم سے [illegible] پہلے ظاہر ہو چکے تھے۔ چنانچہ جب آدمی پیدا کیا گیا تو موسیٰ بھی لکھتا ہے کہ [illegible] کے پیدا ہونے سے پہلے یہ تمام چیزیں پیدا ہو کے زمین پر موجود تھیں۔ (پیدائش ۱:۲۹)

پندرھواں واقعہ۔ موسیٰ۔ اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

سائنس۔ سب سے اعلیٰ اور سب سے آخری قسم حیوانی زندگی کی آدمی تھا۔

آخری واقعہ۔ موسیٰ۔ اور خدا نے ساتویں دن اپنے کام کو جو کرتا تھا پورا کیا۔

سائنس۔ جہاں تک موجودہ معلومات کی رسائی ہے ظاہر ہے کہ آدمی کی پیدائش کے بعد اب تک کوئی نئی جنس پودوں یا جانوروں کی ظاہر نہیں ہوئی ہے +

اس کے بعد پروفیسر گینس صاحب نے ساری کتاب میں سائنس کی معلومات سے مذکورہ اظہار کی توضیح کی ہے۔ اور یوں نہ صرف سائنس دانوں کی رایوں سے بلکہ سائنس کی معلومات کی رو سے بھی بائبل اور سائنس کو مطابق ثابت کیا ہے۔ موسیٰ والی ترتیب کو بھی صحیح ثابت کیا ہے۔ جائے غور ہے کہ آغاز عالم کی بابت ایک امر اعظم کے سائنس دانوں نے برسوں کی لگاتار کوششوں سے اور طرح طرح کے بڑے ساز و سامان کے ذریعہ فقط حال ہی میں جو انکشاف ظاہر کئے ہیں جو موسیٰ نے ہزاروں برس پہلے نہایت صاف اور سادہ طور سے بیان کی تھیں۔ بائبل اور سائنس کی اس مطابقت سے آریہ گرنتھ کی وہ بات بھی روشن ہو گئی جو پیدائش زمین کے بارے میں جتائی تھی کہ پیدائش زمین کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ پرماتما پرکرتی کو نیستی سے ہستی میں لایا اور اس پرکرتی سے اُس نے پرتھوی بنائی۔ پرتھوی اور حیوانات کے پیدا کرنے کا کام کو ایشور نے چھ دن میں ختم کیا۔ اس کے بارہ میں مگر یہ خیال درست ہے کہ عقل یا اصل

میں چھ دن لکھا ہے ان عرصوں کو سائنس نے لاکھوں برس کی دن کہا ہے۔ اور
سائنس اپنی کوشش میں مادہ کو ازلی ثابت نہیں کر سکتا ہے۔ اس محل پر الہام آلٰہی
سائنس پر ہمیشہ فتح کریگا کیونکہ سبب اول کو ازلی اور عاقل وجود بتلاتا ہے اور مادہ
کے شروع کا سبب اس ازلی عقل کے حکم کو قرار دیتا ہے۔ یہہ ازلی عرفان سائنس
کی حس میں نہیں آتا ہے اور اسلئے سائنس وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ مادہ کی ازلیت
کیواسطے کوئی دلیل نہیں ہے صرف ہیچ قدرش جیسے لوگوں کا بے دلیل قیاس ہے۔

نمبر ۲

بجواب آریہ گزٹ ۵ و ۱۲ جون

عیسائی مذہب کا بہشت و دوزخ جغرافیہ اور سائنس

اس سے پہلے ہم کافی طور سے واضح کر چکے ہیں کہ بائبل اور سائنس میں کوئی
سنگرام نہیں اور یہہ دکھلایا گیا ہے کہ اگر کسی بات کا بائبل نے بیان نہیں کیا اور سائنس
نے کیا ہے تو یہہ سنگرام نہیں ہو سکتا۔ بعض باتیں بائبل نے بیان کی ہیں اور سائنس

نے انکا کچھ حال نہیں بتلایا ہے مثلاً عالم کا سبب اول۔ اور زندگی کا آغاز۔ مورخ کی بابت
ڈاروِن نے جو خیالات اپنی کتاب میں پیش کئے ہیں دیگر سائنسدانوں نے اُن کی
تردید کی ہے۔ اب آریہ گزٹ کو عیسائی مذہب کے بہشت اور دوزخ جغرافیہ کی بابت
یوں اعتراض ہے کہ۔

"بہشت اور دوزخ کی جگہ کے متعلق مذہب [illegible] کہتا ہے کہ بہشت آسمان کے
اوپر ہے اور دوزخ زمین کے نیچے اندھیرے میں واقع ہے۔ اسوقت [illegible] سے بڑے استادوں
نے سکھلایا کہ پرتھوی کے اوپر کوئی بہشت وغیرہ نہیں بلکہ صرف [illegible] ہے اور آکاش ہے
بہشت وغیرہ صرف وہمی باتیں ہیں اور ان کی ہستی عیسائی لوگوں کے [illegible] کے سوائے
اور کہیں نہیں ہو سکتی"۔ (البتہ زمین کے اوپر آواگون والے جانور ہیں!) تعجب ہے کہ اتنے
استاد سائنس کے موجود ہیں اور جن کی عقیدت [illegible] آریہ گزٹ کو بھی خیرت ہے لیکن
کسی نے اس زمین کے اندر یا باہر اسکو بہشت اور دوزخ نہ دکھلائے۔ خداوند کریم کی
بڑی حکمت اور قدرت ہے کہ اپنے مسیحی بندوں کی [illegible] یوں جیسے مخالف گروہ کے تنبیہ
سے اُن کی تعریف کروا رہا ہے اور یہ جینہ اور پرانوں والے برہم لوگ سب جھلا و ستم میں
یہہ ضروری تھا کہ پہلے پرانے وہم اور باطل اعتقاد ٹوٹتے تب سچائی کے لئے دلوں میں
جگہ ہوتی اور اب ایسا ہی ہو رہا ہے ❊

اب مختصر ہم آپ کو بہشت [illegible] دوزخ کا پتہ دیتے ہیں - آبزرویٹریوں سے وہ
نظر نہیں آتے - ورنہ کبھی وہاں سے نظر آوینگے - دوربینوں سے نہیں وہاں جاکر
خاصہ پتہ لگیگا خداوند یسوع نے [illegible] فرمایا کہ بدکار ہمیشہ کے عذاب میں جائیں گے
پر راستباز ہمیشہ کی زندگی میں [illegible] (متی ۲۵: ۴۶) ابدی عذاب اور ابدی زندگی کا پتہ
دیا مگر ان کی جگہ نہیں بتلائی کہ [illegible] فلک یا فلانے ستارے میں ہے - بلکہ جگہ کی بابت
یوں کشف کیا گیا کہ میں نے [illegible] نیا آسمان اور نئی زمین کو دیکھا کیونکہ اگلا آسمان
اور اگلی زمین جاتی رہی تھی اور [illegible] خالق خدا ہے وہاں رات نہ ہوگی اور وے چراغ
اور روشنی کے محتاج نہیں [illegible] (مکاشفات ۲۱: ۱ - ۲۲: ۵) یہاں گلیلیوں - ہرشل کی
دوربینوں کی کیا پیش جا سکتی ہے [illegible] لائق اور بزرگ استادوں کو یہ الزام بھی نہیں دیا
جا سکتا کہ وے بہشت اور دوزخ کی تلاش زمین کے اندر یا ستاروں میں کرتے
پھرتے تھے - اور کہیں نہ پاسکے [illegible] اور بس کوئی سنگرام نہیں ہے - البتہ ...
سنگرام اس حالت میں ہوتا [illegible] ہندوؤں کے رشیوں کی طرح یہ کہا گیا ہوتا کہ یہ ستارے
گذرے ہوئے آدمیوں کی روحیں ہیں - دیکھو شتپتھ براہمن کتاب ۶ - باب ۵ وغیرہ
قدیم سے اچھی عورتوں نے بن [illegible] ہندوں کے ساتھ - سب دیوتوں کی پیاریاں -
اسکو انگیٹھی کی شکل اختیار کئے [illegible] کی گود میں پکایا - اور ان کی مدد سے وہ

(دیوتا) اب آسمان سے پکایا ہوا ہے لیکن یقیناً یہ ستارے ہیں - عورتیں (جنی) حقیقت
میں ستارے ہیں - کیونکہ یہ ان صادق آدمیوں (جنا) کے انوار ہیں جو فلکی عالم میں
جاتے ہیں - اور یہ ستاروں ہی کے وسیلے سے ہے کہ وہ اسکو اس طرح پکاتا ہے شتپتھ
براہمن پہلی کتاب - ۹ باب - ۴ - ۱۰ - جب اس طرح کوئی ان عالموں کو چڑھ جاتا ہے تو
وہی منزل ہے وہی محفوظ پناہ ہے سورج جو وہاں جل رہا ہے اسکی کرنیں مرحوم صادق
لوگ ہیں - پھر تیتریہ براہمن پہلی کتاب ۵ باب ۵ - ۲ - ۲ میں ذکر ہے کہ ستارے دیوتوں
کے گھر ہیں اور جو کوئی یہ جانتا ہے وہ گھروں والا ہوتا ہے - مہابھارت کی تیسری کتاب
میں بھی یہی کیفیت ہے - سائنس کی معلومات ستاروں کی اس روایتی کیفیت کے
برخلاف ہیں +

عیسائی مذہب کے بہشت کی بابت مگر یہ معلوم ہووے کہ آسمان کے لئے
عبرانی لفظ شماٗ (عربی سما) ہے جس کے معنی بلندی ہے اور دوسرا لفظ راقیا ہے یعنی پھیلاؤ ہے -
اور پیدائش ۱: ۸ میں راقیا یعنی پھیلاؤ یا فضا کو بھی شماٗ کہا ہے - غالباً بلحاظ بلندی
کے اسی فضا (آسمان) میں نہ صرف اوپر کے پانی ہیں (آیت ۷) بلکہ اسی (آسمان)
کی فضا میں اجرام فلکی بھی رکھے گئے ہیں (۱: ۱۴) مگر خدا کی مختلف جگہوں میں
اور دن کے وقت سورج اور رات کے وقت ستارے اسی فضا یا آسمان میں پہنچتے

جاتے جس میں بادل بھی نظر آتے ہیں اور اُن سب کے پیچھے ایک نیلا پردہ سا ہی جو اِس
کل آسمان کو محدود کرتا ہوا نظر آتا ہو سائنس بھی اِس صورت کو قبول کرتا ہو اور اسکے
برخلاف کچھ نہیں کہہ سکتا اور بائبل میں اِس سب کچھ کو جو زمین سے نظر آتا ہو آسمان
کہا گیا ہی اُس نیل تک جو خلقت کو محدود کرتی ہوئی معلوم دیتی ہو۔ اور یہہ آسمان بائبل کی رو سے
بہت ہی پھیلا ہوا اور بہت ہی اونچا ہو گویا بے حدی کا ایک نمونہ نظر آرہا ہو۔ اب خدا کو
اس آسمان کے اوپر اور اس سے بعید بڑا بیان کیا ہو دیکھو زبور ۱۱۵: ۳ و متی ۶: ۹
اور سلاطین ۸: ۲۷ اور عیسائی مذہب کا بہشت وہی بتلایا گیا ہی جہاں خدا ہو (متی
۱۴: ۳۴) اور جہنم بے ایمانوں کے واسطے خدا کے قہر کی اور اُن کے عذاب کی کوئی
جگہ بتلائی گئی ہو۔ اُس بہشت کی کیفیت کو آدمی نہ اپنے قیاس سے اور نہ دوربین سے
دریافت کرسکتا ہو جیسا لکھا ہو کہ جو خدا نے اپنے پیار کرنے والوں کے لیے وہ چیزیں
تیار کیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں اور نہ آدمی کے دل میں آئیں"
(۱ قرن ۲: ۹) آریہ گزٹ بہشت کے لیے ستاروں میں ناحق بھولا پھرا۔ +

پھر عیسوی مذہب کے جغرافیہ کی بابت آریہ گزٹ یوں تحریر کرتا ہو +

عیسائی مذہب کا جغرافیہ و براعظموں کی بنیاد طوفان نوح کی بربادی سے
نوح معہ اپنے تین بیٹوں اور اُن کی استریوں کے بچ رہا۔ ان تینوں سے تین براعظموں

کی بنیاد ڈالی" (نہیں صاحب ان تین براعظموں کی بنیاد اُن زمانوں کی ڈالی ہوئی
تھی جب خدا نے خشکی کو پانیوں کے اوپر ظاہر کروایا تھا جیسا موسیٰ نے پیدائش باب
اول میں لکھا ہی) "چنانچہ شیم نے ایشیا اور حیم نے افریقہ اور جیفٹ نے یورپ آباد کیا۔"
(اور قدیم تواریخوں اور قدیم منقش نوشتوں سے موسیٰ کا یہہ بیان نصف النہار کی طرح
ثابت ہی اور خلاصہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچی ہی) "ہمارے پاٹھک گن یہہ دیکھ کر حیران ہونگے
کہ امریکا کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔ وجہ صاف ہو کیونکہ وہ لوگ جنہوں نے اس قسم
کے جغرافیہ کو گھڑا وہ امریکا کے نام اور ہستی سے واقف نہیں تھے" (امریکا تو عیسائیوں
نے نہ ویدوں سے دریافت کیا ہی آپ کیوں صاحب ؟)

یہہ کیا فضول اعتراض ہو۔ ہم پہلے اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ بائبل علم جغرافیہ
وغیرہ کی کتاب نہیں ہو اور نہ جغرافیہ سکھلانا اُسکی غرض ہو۔ البتہ جہاں دنیا کی قوموں
یا ملکوں کے ذکر کرنے کی ضرورت ہوئی اُن کی بابت ہم یہہ کہتے ہیں کہ ایسا ہر ایک
مذکور بالکل واقعی سچ ہو۔ چنانچہ پیدائش کی کتاب کے دسویں باب میں جو نوح کی اولاد
سے دنیا کی آبادی کا ذکر کیا گیا ہو وہ زمانہ حال کی تحقیقاتوں سے بلفظ صحیح ثابت
ہوا ہی۔ سو آریہ گزٹ کو معلوم ہو کہ بائبل کا جغرافیہ گھڑت نہیں لیکن سچی اور واقعی
گھڑت ہی پھر موسوی معلومات کا محدود ہونا کوئی وجہ اعتراض کی نہیں ہو۔ اعتراض

گنجایش اس حال میں ہو سکتی تھی اگر اسکے بیانات غلط ہوتے اور مسیحی معلومات بیشک
صحیح ہیں لیکن اسی سلسلہ میں پایا جہاں موسیٰ نے گویا چھوڑا تھا۔ خداوند یسوع کے اس
حکم میں کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے اور تم جا کر سب قوموں کو شاگرد کرو؛
اسکے بندوں کے لئے ایک ایسی نجی بات تھی جو انہوں نے ہمیشہ پرستے طور پر محسوس نہ
کی مگر جب خداوند کی روح کی مدد سے ہر جگہ محسوس ہونے لگی تو خداوند نے اس
کام کے لئے عجیب و غریب صورتیں اور سہولتیں ان کے لئے آسان کر دیں۔ اور
آسمان و زمین کی معلومات کے لئے عقل اور ہمت اور زر جہاز اور ٹیلیسکوپ اور
دوربین اور پرتیسپ اور سٹیم اور برق کی دریافت ان کے لئے مہیا کر دی اور ایسا سامان
خداوند کریم نے بنی اسرائیل کو نہیں دیا تھا۔ اور اس لئے مسیحی معلومات موسوی معلومات
سے بہت وسیع ہیں۔ گویا موسوی معلومات کو کہاں تک پہنچایا ہے۔ اب ذرہ سوچ کر
موسوی معلومات کی بہ نسبت مسیحی معلومات کو زیادہ بتلا کر آریہ گزٹ کا گویا یہ
گھمنڈ کر کہ دیکھا ہم کیسے جغرافیہ دان ہیں کیسی بیجا شیخی ہے؟ ایسی ادھوری تحقیقوں
سے ہندو دھرم کا محدود اور ناقص اور غلط جغرافیہ رسوخ نہیں پا سکتا۔ البتہ تو
ہر مذہب کی ظاہر ہوئی ہے محقق شخص بھی کس کام ہو؟ بائبل کی برکتوں کا سایہ کل دنیا پر
ہو رہا ہے۔ اگر دنیا میں اسکے پیرو نہ ہوتے تو دنیا کی قومیں اپنی جہالت نادانی و روسوں

کی تاریکی میں سرگرداں رہتیں +

نمبر ۳

دنیا کی عمر

بجواب آریہ گزٹ مطبوعہ ۱۶- اکتوبر ۱۹۰۲ء

آریہ گزٹ نے چند ایک پرچوں میں مسیحی سائنس دانوں کے دوسرے عیسائیوں
سے شناسے جو ایک ذکر کیا ہے۔ ہم نے پہلے بھی سمجھا دیا تھا اور اب پھر کہتے ہیں کہ آریہ گزٹ
یا اسکے نامہ نگار کی یہ سب فضول کوشش ہے اور بائبل اور سائنس میں جنگ کرانے کے لئے
کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ بائبل ہی اس خیال کو عیسائی مت بتانا اور کوپرنیکس وغیرہ
کی صحیح تحقیقاتوں کو اسکے برخلاف سائنس کہنا اور یوں سائنس اور بائبل میں جنگ کرا
مشتہر کرنا بالکل بے بنیاد خیال ہے۔ بطلیموسی والا نظام شمسی عیسائی مت نہیں ہے البتہ
عیسائیوں نے بھی اسکو مانا ہوا تھا۔ اور جب مسیحی علماء نے اس خیال کی غلطی ثابت
کی تو کوشش کشمکش لازمی تھی۔ اور ہوئی بھی۔ جیسا مسیحی عالموں نے خود ہی اپنی غلطی بتائی
کو اب ہم دیکھیں گے ہیں سائنس کی [illegible] تو اب آخر پرانی کشمکش کو بھی لوگوں کی نادانی

میں سے آریہ گزٹ اس کو سنانا ایک عبث شغل ہے +

آریہ گزٹ مطبوعہ ۱۰ اکتوبر میں بھی اسی کشش اور سائنس دانوں کے نتائج
جانے کا ذکر کیا گیا ہے اور اسکا نام عیسائی مت اور سائنس میں سنگرام رکھا ہے۔ مگر اس
میں ایک اور بحث کا بھی ذکر ہے جو دنیا کی عمر کی بابت سائنس دانوں اور دیگر عالموں
میں ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے میں دکھانا چاہتا ہوں کہ اس امر میں بھی آریہ صاحب
نے بیفائدہ غوطے کھائے ہیں +

آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ عیسائی لوگوں کا وسواس ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش کے وقت
دنیا کی عمر چار ہزار برس سے زیادہ نہ تھی۔ اب اگر سائنس یہہ ظاہر کر دے کہ دنیا کی عمر
بجائے چار یا پانچہزار سال کے کئی کروڑ سال گذر چکی ہے اور پتا نہ جانے کب تک یہہ
سلسلہ جاری رہیگا تو یہ تمام داستان جو ہم نے عیسائی مت کے اعتقاد کے بموجب
دنیا کی پیدائش کی بابت لکھی ہے غلط اور بے بنیاد ہو جاتی ہے اور عالم لوگوں کی
نظر میں (دار یہ گزٹ کے نامہ نگاروں جیسے عالم لوگ) اسکی کوئی قدر نہیں رہتی ہے۔

اس کے جواب میں ہم آریہ گزٹ اور عقلمند و آریوں ناظرین کی واقفی کیواسطے
سائنس اور انتھالوجی اور بائبل کی کرانولوجی کے تحقیق نتیجے بیان کرتے ہیں جیالوجی
اور انتھالوجی کے عالموں اور بائبل کے مقدس مصنفوں نے سناتن دھرم شاستر اور

پرانوں کے مصنفوں کی طرح دنیا کی عمر کی بابت یوں ہی علی الحساب قیاسی سن نہیں
بتائے ہیں کہ ۱۲۰۰۰ برس دیوتوں کا ایک جگ ہوتا ہے اور ایسے ایک ہزار جگ یعنی
۱۲۰۰۰۰۰۰ برس برہما کا ایک دن ہوتا ہے۔ اور اتنے ہی برسوں کی اس کی ایک رات
ہوتی ہے۔ سات زمانے یعنی سات منونتر ہیں اور ایک منونتر میں اتنے برس ہوتے ہیں
جتنے دیوتوں کے اکہتر جگ (یعنی ۱۲۰۰۰ برس) کو اکہتر سے ضرب دینے سے ہوتے
ہیں (دیکھو دھرم شاستر منو پہلا ادھیائے) برہما نے اپنے جسم کو دو حصہ کیا۔ آدھے
سے ناری شتروپا بنائی اور دوسرے آدھے سے نر سوائم بھو منو بنایا جو پہلا منو
تھا۔ اور پہلے منونتر میں انہیں کی اولاد ہو گذری اور منونتر سات ہیں اور موجودہ
زمانہ ساتواں منونتر ہے جسکا پہلا منو وسے وسوت تھا (دیکھو کرم پران) برہمنوں
کے زمانوں میں دنیا کی پیدائش کی بابت نہ صرف مختلف اور باہم برخلاف خیال ہوا
کرتے تھے بلکہ ایک پشت کے خیالات ماقبل پشت سے جدا ہوتے تھے۔ ویدوں
کے مختلف براہمنہ کے پڑھنے سے یہہ حال معلوم ہو سکتا ہے جسکو ہم کسی اور موقعہ
پر پیش کریں گے۔ برہمنوں میں کلپا یا منونتر کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہہ گڑبڑی اور رنگا
رنگی ہندو عالموں کی منو اور پرانوں کے زمانہ تک چلی آئی اور کچھ بھی نہ ہوا۔ مگر
سائنس دانوں اور مقدس راویوں کے بیان ایسے نہیں ہیں۔ بلکہ انکی [illegible]

جگہ جو بات رکھتے ہیں۔ گو سائنس میں ہنوز قیاسی باتیں بھی ہیں جن کو سائنس والے
چھوڑتے جاتے ہیں ۔

اول میں سائنس کی رو سے دنیا کی عمر بحث کا نتیجہ سناتا ہوں۔ گیبرئیل ۔ ڈی
مارٹیلٹ جو پیرس میں انتھروپالوجی (علم بیان انسان) کے پروفیسر تھے اپنی
کی کتاب میں جو ۱۸۸۳ء میں پیرس میں طبع ہوئی قیاسی اصولوں کی بناء پر لکھتے
کہ انسان کو زمین پر ظاہر ہوئے دو لاکھ تیس ہزار برس گذرے ہیں۔ اس کے جواب
میں پروفیسر پائی سن صاحب اس زمین پر انسان کے نمود سے اب تک آٹھ ہزار
برس کا زمانہ ثابت کرتے ہیں اور مارٹیلٹ کے حساب کو فرضی اور غلط ثابت کرتے
ہیں۔ اور ان باتوں کا جن سے آٹھ ہزار برس کے قریب معین ہوتے ہیں مختصر بیان
کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سطح زمین کے نیچے جیالوجی نے چار طبقے اوپر نیچے بیان کئے ہیں

سب سے اوپر کواٹرنری (Quaternary) ۔
اس سے نیچے ٹرٹی اری (Tertiary) ۔
اس سے نیچے سکنڈری (Secondary) ۔
اور سب سے نیچے پرائمری (Primary) ۔

جو سطح زمین کے نیچے ہے۔ پچھلے تین ہماری تحقیقات سے تعلق نہیں رکھتے

سوائے اسکے کہ تیسرے یعنے ٹرٹی اری طبقہ کے سب سے اوپر کے حصہ میں جسکو
پلائیوسین (Pliocene) کہتے ہیں۔ اس میں دودھ پلانے والے جانوروں
کا پتہ ملتا ہے۔ اور ان کی بعض قسموں کے ساتھ انسان کا بھی مطلب یہ ہے کہ اس
سے نچلے طبقے جب اپنی اپنی نوبت پر زمین کی سطح تھی تب انسان نہ تھا کیونکہ ان پر وہ
جی نہیں سکتا تھا لیکن جب طبق ۴ یعنے کواٹرنری سطح زمین تھا تب دودھ پلانیوالے
جانوروں انسان بھی نمودار کئے گئے تھے۔ جن کا بقیہ یعنے ہڈیاں اس طبقہ میں جو کہ
اب موجودہ سطح زمین کے نیچے ہے پائے جاتے ہیں۔ اب ہر ایک طبقہ کی ساخت
کے لئے جیالوجسٹ ہزاروں اور لاکھوں برسوں کی میعاد بتلاتے ہیں۔ اور جن جن
اصولوں کی رو سے حساب لگاتے ہیں وہ مختلف ہیں۔ اور اسلئے برسوں کے شمار
میں اختلاف ہے۔ چنانچہ لائل صاحب کے ہم خیال کہتے ہیں کہ وہ طبقے ایسی آہستگی
اور دیر کے ساتھ بنے تھے جیسے اب دریاؤں کو وادیاں بننے اور کنکر اور چکنی مٹی کے تہ
میں جم جانے میں ہزاروں برس لگتے ہیں۔ حالانکہ دوسرے یہ کہتے ہیں کہ گذشتہ
زمانوں میں صریح ثبوت اس بات کا پایا جاتا ہے کہ ان زمانوں میں طبقوں کی ساخت
میں نیچر کی قوتیں اب کی نسبت بہت ہی زبردست اور تیز رفتار تھیں۔ اور اسلئے
کم زمانہ قائم کرتے ہیں۔ اور ہمارے مطلب کے واسطے جو انسان کے نمود کے متعلق تھا

آٹھ ہزار برس کافی بتلاتے ہیں۔ آخر میں پروفیسر پالگی من صاحب اپنی تحقیقات
کا یہ خلاصہ لکھتے ہیں۔ کہ سائنس کی رو سے انسان کی ٹھیک عمر معلوم نہیں ہوتی۔
تاہم سائنس ہر بہ کی ایک مطابق [illegible] اغلب امر بتلاتا ہے جو انسان کا دیگر بڑے
جانوروں کے ساتھ نمودار ہونا [illegible] برس پر قائم کرتے ہیں نہ کہ اس سے پہلے
ایک جدید زمانہ کا (دیکھو رسالہ حکمت [illegible] چھاپا ہے Present Day
Tracts no.13 یورپ کا علم [illegible] ابھی تک کسی تحقیقی نتیجہ نکالنے پر نہیں ٹھہرا ہے اور
اسکا کوئی مستقل عقیدہ نہیں ہے [illegible] بہتیرے خیالات جو شروع شروع میں صداقتیں
کرکے مشتہر کئے گئے تھے۔ اب [illegible] اور بعض خیالات کی نسبت
اب تک بہت اختلاف ہے۔ اور اس [illegible] کا بھی خیال رہے کہ جیسا یورپ کے
تاریک زمانہ میں رومن کاتھلک پادریوں وغیرہ نے اپنے پرانے خیالات کے
زور پر نیچر کی نئی تحقیقاتوں کی نادانی [illegible] سے مخالفت کی تھی۔ تو ویسی ہی بیوقوفی یہ
ہوگی اگر اہل سائنس اپنے [illegible] سے صرف روپیہ کمانے کی غرض ہے)
پرانی صداقتوں کو برباد کرنا چاہیں۔ [illegible] دنیا میں خدا کے ارادوں اور دخل کے متعلق
ہیں چنانچہ والٹیر نے علم جیالوجی کو [illegible] بتلایا یہ کہکر کہ زمین کے طبق میں جانداروں
کا کوئی بقیہ مثل مچھلیوں وغیرہ کے [illegible] نہیں ہے اور یہ انکار اُس نے اسلئے کیا

کہ کہیں نوح کا طوفان ایک واقعی امر ثابت نہ ہو جاوے (دیکھو لائل صاحب کی کتاب۔
Principles of Geology طبع آٹھویں صفحہ ۵۶)۔ حالانکہ جیالوجی کے جدید
محققوں مثل ڈاکٹر آر کانل اور ہوورتھ اور سر جے ڈبلیو ڈاسن طوفان نوح کے
وقوع کی جیالوجی سے تصدیق کرتے ہیں اور منکروں کی کوشش کے برخلاف وہ
کوئی داستان نہیں بلکہ واقعہ ثابت ہے۔ آریہ گزٹ بھی صرف اپنی معمولی نادانی کی
وجہ سے اسکو ایک محض داستان بیان کرتا ہے +

اوپر بیان کیا گیا کہ جیالوجی کا طریق دنیا کی عمر بتلانے کا یہ ہے کہ جس رفتار سے
ندوی یا تلچھٹ نیچے بیٹھتی ہے یا زمین بارش یا دریاؤں کے ذریعے سے گھس کر بہہ جاتی
اُن کی رفتار قدیم الایام میں بھی یہی تھی۔ اور اس فرضی قاعدے سے زمین کی
عمر بے شمار برس بتلاتے ہیں۔ چنانچہ سر ڈبلیو ٹامسن صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ
زمین کے پپڑے (Crust) کو سخت اور بستہ ہوتے بیس کروڑ برس
سے زیادہ گذرے ہیں۔ پروفیسر ہاٹن صاحب اس پپڑے کی موٹائی کو ۱۷۷۲۰۰
فٹ بتلا کر بیس کروڑ برس کا اندازہ لگاتے ہیں۔ مسٹر واکس بھی موٹائی ناپکر ۹۰ کروڑ
برس۔ مسٹر کرول صاحب دس کروڑ برس کافی سمجھتے ہیں۔ اس کیفیت سے معلوم
ہوتا ہے کہ اہل سائنس دنیا کی عمر کا کوئی ٹھیک سن معین نہیں کرتے۔ یہ صرف

خیالی اصولوں سے خیالی نتیجے نکالے گئے ہیں۔ کیونکہ دریا کی تلچھٹ کے نیچے بیٹھ جانے کی رفتار بالکل غیر معین بات ہے۔ مختلف جگہوں اور حالتوں میں اسکا مختلف اندازہ ہے۔ اور اُس سے کوئی صحیح زمانہ معین کرنا محال اور ناممکن ہے۔ سر جے ڈبلیو۔ ڈاسن صاحب لکھتے ہیں۔ کہ گذرے دس برس کے انتشارِ علم قدامت میں انسان کی قدامت کی مفروضہ حقیقت تباہ پڑی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور مزید اور بیدار تحقیقات نے دکھلایا ہے۔ کہ اسکی بابت پہلے غلطی یا نافہمی ہوئی تھی۔

(Dawson's Fossil men Pg. 286)

دوم۔ انتھروپالوجی یعنے علم تاریخ انسان اس زمین پر انسان کی عمر آٹھ ہزار برس سے زیادہ نہیں کم ثابت کرتی ہے اور اس انتھروپالوجی کی دو شاخیں ہیں ایک الہامی تواریخ دوسری دیگر قوموں کی تواریخ +

پروفیسر پادری جارج راؤلنسن صاحب نے جو زمانہ حال کے مشہور محقق اور مورخ ہیں۔ قدیم مختلف قوموں کے آغاز کی تواریخ اپنی کتاب (Origin of nations) میں مدلل طور سے لکھی ہیں۔ اور کل بحث کا نتیجہ ایک جدول میں بھی لکھا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

		قبل مسیح
تاریخ طوفان نوح بموجب سپتواجنٹ ترجمہ انجیل۔	تقریباً	۳۴۰۰
مصری سلطنت کا آغاز مصر میں۔ غالباً۔	تقریباً	۲۴۵۰
״ ״ ״ بابل میں ״	״	۲۳۰۰
ایشیائے کوچک میں شائستگی کا سب سے قدیم سراغ ״	״	۲۰۰۰
فینیشیا کا آغاز ۔۔۔۔۔۔۔ ״	״	۱۵۵۰
اسور کا آغاز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔		۱۵۰۰
سب سے قدیم ایرانی شائستگی (زندآویستھ)		۱۵۰۰
״ ״ ״ ہندی ״ (وید)		۱۲۰۰
״ ״ ״ یونانی ״ (ہومر)		۱۲۰۰
فریجی ان اور لڈی ان شائستگی شروع ہوئی۔		۹۰۰
ای ٹرسکن شائستگی شروع ہوئی۔		۶۵۰
لی سی ان ״ ״ ״		۶۰۰
چینی تواریخ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔		۲۳۵۶ یا ۱۱۵۴ سے ۱۸۷

یہہ سن مختلف قوموں کے شروع ہونے کے وہ زمانے [illegible] جن کا صحیح تواریخ پتا دیتی

ہی جو فسانوں میں بڑھا چڑھا کر لکھے گئے تھے اور جن کا کوئی ثبوت نہیں ہے وہ قابل تسلیم خارج ہیں۔ جیسے مینتھو مصری کے مبالغے جو مسیح سے ۳۰۰ برس پیشتر پیدا ہوا تھا۔ وہ اپنی تواریخ میں مصریوں کا آغاز سکندر اعظم سے ۳۰ ہزار برس پہلے بتلاتا ہے اور چینیوں کا آغاز ڈاکٹر گشاف شلیگل نے نجوم کے حساب سے ۵ ہزار برس قبل مسیح لکھا ہے۔ حالانکہ چینی خود اپنے نجوم کو دو ہزار برس قبل مسیح سے زیادہ کا نہیں کہتے ؂

بائبل کے الہامی مورخوں نے کوئی سنہ دنیا کے یا انسان کے آغاز کا نہیں بتلایا۔ کل عالم کی عمر کی بابت بائبل کی پہلی آیت میں یوں لکھا ہے۔ کہ ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اور اس سے یہ ظاہر کیا ہے کہ زمین آسمان خود بخود موجود نہ ہوئے تھے بلکہ ایک خدا سے پیدا کئے گئے تھے۔ اور یہ کہ یہ عالم ازلی نہیں ہے۔ اس کی ابتدا ہوئی اور پھر یہ کہ یہ عالم ہی خدا نہیں بلکہ ایک مخلوق چیز ہے مگر اس ابتدا کو کتنے برس ہو گئے ہیں۔ مقدس راوی کوئی پتا نہیں دیتے اگر سائنس وہ سن معلوم کر لے تو اس سے بائبل کو نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ کیونکہ بائبل نے تو اسکا ذکر چھوڑ دیا اور جو آغاز بائبل نے بتلایا ہے وہ سائنس نہیں بتا سکتا یعنے خدا خود ہست اس عالم کا سبب اول ہے اس حال میں ہم صرف اتنا طلب کرتے ہیں۔ کہ سائنس ٹھیک یا قریباً ٹھیک سن بتلا دے۔ نری قیاسی گپیں

نہ مارے ؂

باقی اس زمین پر انسان کی عمر کی بابت بھی بائبل نے کوئی تاریخ نہیں لکھی۔ البتہ نسب نامے لکھے ہیں جن میں بعض بعض بزرگوں کی عمریں دی ہیں۔ جن سے دنیا آباد ہوئی تھی نوح کے طوفان سے پہلے اور اس کے بعد میں بھی ان عمروں کی رو سے آرچ بشپ اشر اور ڈاکٹر ہیلز اور جیکسن اور پٹیوی اس وغیرہم نے انسان کی عمر اور دیگر واقعات کی تاریخیں نکالی ہیں۔ جو ذیل کے نقشہ سے آسانی سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ اشر اور پٹیوی اس عبرانی کے نسب ناموں کی تقلید برابر ڈاکٹر ہیلز اور جیکسن صاحب سپٹواجنٹ کے مطابق تاریخیں بیان کرتے

	ہیلز	جیکس	اشر	پٹیوی اس
	قبل مسیح	قبل مسیح	قبل مسیح	قبل مسیح
پیدائش (آدم)	۵۴۱۱	۵۴۲۶	۴۰۰۴	۳۹۸۴
طوفان	۳۱۵۵	۳۱۷۰	۲۳۴۸	۲۳۲۸
ابراہام کا حاران سے روانہ ہونا۔	۲۰۷۸	۲۰۲۳	۱۹۲۱	۱۹۶۱
خروج بنی اسرائیل از مصر	۱۶۴۸	۱۵۹۳	۱۴۹۱	۱۵۳۱
سلیمان کی ہیکل تعمیر ہوئی	۱۰۲۷	۱۰۱۴	۱۰۱۲	۱۰۱۲
" " برباد ہوئی	۵۸۱	۵۸۹	۵۸۸	[illegible]

اس نقشہ اور ماقبل جدول کا مقابلہ کرنے سے ظاہر ہے کہ دیگر قوموں کی تاریخوں
اور بائبل کی تاریخوں میں بہت فرق نہیں ہے۔ سائنس والوں کے فرضی کروڑہا
برس سنکر آریہ صاحب نے بھی جھٹ اس طرف آنکھ کھولدی۔ حالانکہ دوسرے
پہلو کو بھی دیکھنا چاہیے تھا۔ یاد رہے کہ بائبل اور اسکے واقعات کو تباہ کرنے کے
لئے خدائی زور چاہیے شیطانی زور سے وہ تباہ نہیں ہوگی۔ والٹیر اور ٹامس پین
جیسے عالموں کے لئے ڈاسن اور اٹکنس جیسے بہت موجود ہیں۔ آریہ صاحب
جوش کے ساتھ ہوش بھی مددگار ہے ✦

سوم۔ صحیح دلائل اس بات کے انسان کی عمر اس زمین پر آٹھ
ہزار برس سے زیادہ نہیں ہے یعنی جہاں تک تاریخی ثبوت ملتا ہے اس سے پرے
نہیں ہے۔ ناظرین کی خاطر یہ دلائل میں پروفیسر رالنس کے ٹریکٹ Anti-
Present Day Tracts سے جو quity of Man
کا نمبر ۹ ہے۔ اختصار سے درج کرتا ہوں ✦

پہلی دلیل۔ زمین کی آبادی سے۔ اس بات کا خیال رکھئے کہ آدم
زاد کا رجوع بڑھنے اور بہت ہونے کی طرف ہے۔ ایسا کہ بموجب قول مسٹر مالتھس
کے اگر نیا کوئی رکاوٹیں نہ ہوں۔ تو آبادی ہر پچیس برس میں دگنی ہوگی تو تعجب ہے کہ

کہ آدم زاد ۵۰۰۰ برس میں واقعی نمبر سے زیادہ نہیں بڑھے۔ جس کا اندازہ عموماً ایک ہزار
ملین ...... و ...... ا جانیں کیا جاتا ہے۔ دگنا کرنیوالا عمل ایک ہزار ملین جانیں ایک
جوڑے سے آٹھ سو برس میں پیدا کرتا۔ اس میں شک نہیں کہ کسی نہ کسی قسم کی
رکاوٹیں بہت جلد محسوس ہونے لگتی ہیں۔ چنانچہ معاش کی مشکل یا تو شادیوں کو
روکے گی یا بچہ کشی کی عادت پیدا کریگی۔ لڑائی۔ کال۔ وبا۔ وقتاً فوقتاً قوم کی قوم
کو صاف کر دیتے ہیں۔ اور بڑھتی پر ایک دائمی رکاوٹ ڈال دیتے ہیں۔ شائستہ گروہوں
میں ایک قسم کے لوگ اپنے تئیں ضبط کرنے پر مائل ہوتے ہیں۔ اور دوسری قسم کے
لوگوں میں عیاشی اور برائی ان کی جسمانی طاقت کو زائل کرتی اور بقائے نسل کی مانع ہوتی
ہے لیکن باوجود ان رکاوٹوں کے ظاہر ہے کہ آبادی بڑھتی رہتی ہے۔ ہر سال زمین اپنے
اوپر زیادہ بسنے والے دیکھتی ہے۔ اس حال میں کیا گمان کیا جا سکتا ہے کہ اگر انسان
زمین پر ایک لاکھ یا دو لاکھ برس سے قابض ہے جیسا بعض مثل مارگن کے کہتے ہیں
یا بیس ہزار برس سے جیسا ہنسن وغیرہ کہتے ہیں تو کیا اسکا شمار آج کے موجودہ شمار
سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا نہ ہوتا۔ اس میں کوئی شخص شبہ نہیں کر سکتا کہ زمین اس
قابل ہے کہ باشندوں کے موجودہ شمار سے دس گنہ زیادہ کی پرورش کر سکے۔
انسان کو پیش کردہ طول قدامت دو تو کچھ کیسی چیز نے اسکو روکا کہ مساوات

کیا اس حد کو نہ پہنچے جو انسان کے شمار اور کرہ زمین کی خوراک پیدا کرنے
والی قابلیت میں ہے؟

دوسری دلیل۔ تین ہزار برس قبل مسیح سے پیشتر کا کوئی عمارتی
بقایا موجود نہیں ہے۔ کیا یہ بات کہ تین ہزار برس قبل مسیح کے پرے سے کوئی
عمارتی بقیہ نہیں ہیں اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ انسان کا آغاز نسبتاً
بہت جدید ہے؟ انسان شل اور بلاؤ کے فطرتاً گھر بنانیوالا حیوان ہے۔ وہ سورج اور
بارش سے۔ گرمی اور سردی سے آندھی اور طوفان سے بچاؤ کا محتاج ہے۔ نوشتوں
کے مطابق پہلے آدمی کے بیٹے نے جو دنیا میں پیدا ہوا "ایک شہر بنایا"۔ اور
طوفان کا پانی ابھی کم ہی ہوا تھا کہ شور مچا کہ "آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر بنائیں
اور ایک برج" اینٹ آسانی سے بن سکتی ہے۔ بہت قسم کے پتھر ہیں جنکا تراشنا
مشکل نہیں ہے۔ کیا انسان اس زمین پر بہت مدت رہ سکتا تھا پیشتر اس سے
کہ اس نے بڑے بڑے اور پختہ مکان بنانے شروع کئے؟ ہاں۔ کیا بہت عرصہ
گذر چکا تھا پیشتر اس سے کہ اسکو یہ خیال آیا کہ ایک پایدار عمارت بنا کر جو
آئندہ زمانوں میں اس کی یادگار ہو "اپنا نام کرے"؟ (پیدائش ۱۱: ۴) یہ سچ
ہے کہ جب آدمی کوئی عمارتی کام بناتا ہے تو اسی وقت سے زوال شروع ہو جاتا ہے۔

اور انسانیت کے ابتدائی دور کی جو کہ عمارتیں تھیں۔ بیشک تباہ ہو گئی ہیں۔ لیکن ایسے
ملک اور آب و ہوا میں جہاں وقت کا زور بہت کم ہے اور اسکی خاکیدگی کا مقابلہ کرتے
رہتے ہیں [illegible] باعث ہے کہ مصر اور بابلونیہ زوال کی مختلف منزلوں میں کوئی پرانا [illegible]
اور منارے نہیں [illegible] تھا سے جو دور اور بہت دور چھٹے زمانوں کی رات کے بنے ہوئے
ہوں لیکن ایسے کاموں سے شروع کرتے ہیں جن کی ہم تاریخ لگا سکتے ہیں۔
[illegible] کے پرانے [illegible] نہیں ہیں اشوک کے زلزلے [illegible]۔ کیا سبب ہے کہ یونان میں [illegible]
کے خزانہ۔ [illegible] زیادہ پرانی کوئی عمارت نہیں ہے؟ اور اٹلی میں کوئی نہیں جو اتیرو یا
کے اسباب [illegible] سے پہلے کی ہو یعنی ... ۵ سے ... قبل مسیح سے پہلے کی؟
فی الحقیقت اگر یہ زمین لاکھ برس سے آباد ہے اور یا ۱۰ ہزار برس سے تو ضرور ہے کہ
انسان اس [illegible] نشان چھوڑ گیا ہوتا جو پانچ ہزار برس سے زیادہ کے ہوں۔

تیسری دلیل۔ زمین کی ویران یا غیر آباد پڑی ہوئی جگہوں سے۔

اور اگر انسان اسی فرضی قدامت والا ہے تو کیا سبب ہے کہ زمین پر اب تک اس
قدر ویران جگہیں پڑی ہوئی ہیں۔ شمالی اور جنوبی امریکا میں کس قدر وسیع قطعات
زمین کے ہیں جو آج کے دن تک بالکل ابتدائی جنگل پڑے ہوتے ہیں۔ اور کسی نے
ان کو [illegible] چھوا۔؟ دریا آمیزن اور اسکے معاون اسقدر ملک کو سیراب کرتے ہیں

جو یورپی روس کے برابر ہو اور وہ اسی قسم کا ملک ہو اور اور علاقے کو اور بڑھا دو جیسی
کی نواحی میں پائے جاتے ہیں۔ اور نیز وہ وسیع میدان جو اپر کینیڈا اور بحر الکاہل کے
درمیان ہے۔ پھر اسی طرح روسی علاقہ جو پچاس لاکھ (۵۰۰۰۰۰۰) مربع میل ہے۔
اسکی آبادی چالیس لاکھ سے کم ہے کیا ان علاقوں میں اب سے پہلے آدمی گروہ کے
گروہ یکے بعد دیگرے کر کے نہ آ گیا ہوتا اور وہاں کاشتکاروں کی طرح بسنے نہ لگتا۔
اگر وہ زمین پر نسبتاً زود رو نہ ہوتا۔ اس نے اپنی نئی میراث کا قبضہ تو بجائے خود اسکے
نصف کا امتحان بھی ابھی نہیں کیا ہے۔

آخر میں پروفیسر صاحب یہہ لکھتے ہیں کہ اگر طوفان کا وقوعہ ۲۳۰۰ برس قبل مسیح
قرار دیا جاوے۔ تو اسکے بعد بھی ہزار برس کافی زمانہ ہے جس میں سوسائٹی کی وہ صورت
اور علوم و فنون کی وہ حالت پیدا ہو سکتی تھی۔ جو ہم نے قدیم مصر کی معلوم کی
ہے۔ اور یہہ زمانہ ان جسمانی صورتوں اور زبان کی تبدیلیوں کے لئے بھی کافی تھا۔
جو اہل اینتھرالوجی نے بیان کی ہیں۔ جیالوجسٹ بھی پیدائش اور طوفان کے مابین
عرصہ کے لئے ۲۰۰۰ برس اور جمع کرے تو وہ اپنے پالیولتھک اور نیولتھک زمانوں
کے لئے کافی گنجائش پائیگا۔

آریہ صاحب نے یہہ لکھا ہے کہ عیسوی مذہب کی ساری بنیاد اگر بغور

دیکھا جاوے تو اس سوال کے فیصلہ پر قائم ہے۔ اب آپ کو وہ فیصلہ دکھلایا گیا
ہے صحیح اور واقعی تواریخ کی رو سے کہ بائبل کی تواریخ صحیح اور درست تواریخ ہے۔ اور
بائبل کی تواریخ ہی اور سب ملکوں کی تواریخ میں جان ڈالنے والی ہے۔ بغیر اسکے
ظاہر ہے کہ لوگ اپنا پچھلا گذرا صحیح احوال بھولے ہوئے ہیں اور اسی حالت کے سبب
ہندو ویدوں کو ازلی مانتے جاتے اگر واقعات بائبل کی تحقیقات کے ذریعہ سے
قدیم آریہ قوم کے آغاز کا سراغ بھی نہ نکالا جاتا۔ اس کی مختصر تحقیقی کیفیت کے
لئے دیکھو راقم کا رسالہ آغاز وید مذہب ۔

نمبر ۴

انجیلی ہمدردی اور پوپوں کے مظالم

بجواب آریہ گزٹ ۶ و ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

آریہ گزٹ نے عیسائی مت اور سائنس کے درمیان سنگرام جتانے کی ایک
اور تجویز گھڑی ہے کہ نرمی اور ہمدردی کا نام سائنس رکھا ہے اور پوپوں کے ظلم اور کدورت

کر عیسائی مت کہا ہے۔ ہم کئی بار سمجھا چکے ہیں کہ دشمن کا کھلا طریقہ عیسائی مت نہیں
ہے عیسائی مت بائبل ہے۔ مگر بائبل کو دیکھنے پڑھنے سے تو آریہ صاحبان کی جان جاتی ہے
ہندو مذہب کی تباہی نظر پڑتی ہے اسلئے ایک عیسائی نام فرقہ کے خیالوں اور رواجوں
کو عیسائی مت جتا کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور جو منہ میں آتا ہے بکا کرتے ہیں۔ چونکہ
بائبل سے آپ لوگ بالکل بے خبر رہنا چاہتے ہیں تو کنندہ ناتراشوں کی طرح اخباروں میں
طرح کیوں لکھ دیتے ہو کہ "دوسرا سوال جس کے چھیڑنے پر عیسائی مذہب کی [illegible] بود
آگ گرم ہو گئی ... جس کا ذکر آج کے پرچہ میں ہم اپنے ناظرین کی سیوا میں پیش کرنا چاہتے
ہیں" اور اسکے بعد پوپوں کے مظالم کا ذکر سنا کر "تاریخ کے [illegible] کے صفحہ [illegible] پر
خود بھی ان مظالم کے بانی پوپوں اور انکے کارکنوں کو بتلایا۔ اسلئے کہ لوگ اپنے
آپ کو ان کی غلامی سے رہا ہونے کی کوشش کرتے تھے۔ لہذا یہہ آریہ گزٹ کی
عادی غلطی اور غلطی پر ہٹ ہے کہ پوپ کے خیالات اور کرتوتوں کو عیسائی مذہب بتاتا ہے۔

آریہ صاحب اپنے دل کے کان ذرا کھولیں اور عقل کے ناخن اتروائیں تو یہہ تعصب
جاہلانہ طرح چھٹ جائیگی۔ اور دکھائی دیگا اور سمجھ میں آویگا کہ عیسائی مذہب انجیل
ہے نہ کہ پوپ۔ چنانچہ اصلاح کا زمانہ یعنی مارٹن لوتھر کا زمانہ گواہ ہے کہ پوپ کو ظالم
اور بت پرست اور غلط کار سمجھا گیا اور اسکو رد کیا گیا اور انجیل کا مذہب قائم کیا گیا۔

اور پوپ اور اُسکے پیروؤں پر ثابت کیا گیا کہ اس کا طریقہ انجیلی نہیں ہے۔ اب آریہ گزٹ
اس جلی گھاس کے پھیر پھیر باندھتا ہے اور پوپ کو عیسائی مت کہتا ہے۔ انجیل موجود ہے اور
آریہ صاحبوں کو مناسب تھا کہ اس کی رو سے نہ صرف پوپی طریقہ کو غلطی دکھاتے بلکہ
معلوم کرتے کہ انجیل میں سچائی کے لئے کونسا معیار مقرر کیا گیا ہے۔

آریہ صاحب لکھتے ہیں کہ "ہر ایک مذہب کے آغاز میں اسکے [illegible] کی خواہش اور
کوشش زیادہ تر یہہ ہوتی ہے کہ اس مذہب کو لوگوں میں ہر دل [illegible] بناوے۔ یہہ
ہر دل عزیزی قدرتاً اس اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سے حاصل کیجاتی [illegible] جو ودوان مذہب
گرہن کر کے لوگوں میں اپنے اصولوں کا پرچار کرتے ہیں۔ ان کا [illegible] اپنے مذہب
کے مسائل کو ثابت کرنے میں نہیں بلکہ لوگوں کے دکھ اور کشٹ دور کرنے میں
خرچ ہوتا ہے وغیرہ ...... پر تو یہہ حالت زیادہ دیر تک نہیں رہتی [illegible] یہی حال
عیسائی مت کے ساتھ ہوا" اور اسکے متعلق یہہ بیان کیا ہے کہ [illegible] پہل تو عیسائی
مت کے ہادیوں نے ہمدردی کے کام کئے اور لوگوں میں اسکو ہر دل عزیز کر دیا۔ تو
پھر لوگوں میں اس مذہب پر جھگڑا شروع ہوا اور وہ جھگڑے ظلم اور تشدد سے فیصل
ہونے لگے۔

ہم آپ کی اس سندی تمہید کو رد کرتے ہیں۔ خداوند مسیح اور اسکے رسولوں

کی غرض ہرگز نہ تھی کہ اپنے اصولوں کو لوگوں کے دلوں پر جمانے کے لئے ہمدردی دکھا کر
گویا اُن کی خوشامد کرتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ انجیل مقدس کی یہ غرض تھی اور
اب بھی یہی ہے کہ سچائی کو ظاہر کرے خواہ لوگوں کو بری لگے خواہ بھلی۔ خداوند نے
حاکم کے سامنے فرمایا تھا کہ "میں حق پر گواہی دینے آیا ہوں"۔ لوگوں کو کہا تھا کہ "تم سچائی
کو جانو گے اور سچائی تم کو آزاد کرے گی"۔ اور وہ الٰہی قدرت کے زور کی بنا پر اپنا دعویٰ پیش
کرتا تھا۔ نہ کہ اپنی ہمدردی کے کسی کام کی بنا پر۔ پھر مسیح مصلوب کے ذریعہ سے
نجات کا پیغام یہودیوں کے لئے بیوقوفی ہے" (قرآن ۱: ۲۳) اور اب تک یہی حال
ہے اور محبت اور ہمدردی کی تعلیم کی بجائے خود تاکید فرمائی تھی اور وہ اس بنا پر کہ خدا سب
بنی آدم کا خالق ہے اور سب ایک جنس ہیں اس لئے بھائی ہیں لہذا باہمی ہمدردی
لازمی امر ہے مگر یہودیوں کو یہ بات بری لگتی تھی جیسے ہندوستان
کے ہندوؤں کو بھی بری لگتی ہے اور باوجود عیسائیوں کی اس ہمدردی کے مسیح خداوند
کے پیرو نہ بنے لیکن اپنے برہم سماج اور آریہ سماج اور سنگھ سبھا وغیرہ بنانا منظور
کیا۔ پس سچائی اور ہمدردی مسیحی مذہب کے بڑے اصول ہیں اور ان کا مجدا
خدا کا کام ہے اور جب کوئی ان سے تجاوز کرتا ہے وہ عیسائی نہیں ٹھہر سکتا۔ اور نہ اسکا
تجاوز عیسائی مذہب ہو سکتا ہے جیسا آریہ صاحب نے نادانی سے گمان کیا ہو۔

ہم آریہ صاحب کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ دینی اصولوں کو ہر دلعزیز کرنے کا طریقہ جو
آپ نے اپنی سمجھ کے موافق لکھا ہے وہ ہمارے آبا و اجداد ویدک آریوں نے ذرا بھی
نہیں برتا تھا بلکہ ہندوستان میں وارد ہو کر کشت و خون جاری کر دیا تھا جو لوگ انکے
دیوتوں کو نہیں مانتے تھے اُن کو نہ صرف دشنام کرتے بلکہ انکا ستیاناس کرنے کے
درپے رہتے تھے۔ ہم صرف ایک نظیر اس کے ثبوت میں دیتے ہیں رگ وید منڈل ۱۰ سُوکت
۳۸۔ آیت ۳ میں یوں لکھا ہے "اے گودرا اندر۔ شریر کا قرآوی کو۔ اُن دشمنوں کو ہمارے
ساتھ ہو کر فتح کرنا تیرے لئے آسان ہو خواہ وہ داسا ہو۔ خواہ آریہ جو ہمارے ساتھ لڑائی
کرتا ہو تیرے ہمراہ ہم اُن کو لڑائی میں مغلوب کریں"۔ دیکھو ویدک رشیوں کی یہ کیسی
ظالمانہ روح تھی یہ پوپوں والی روح کے ساتھ کیسی نسبت کھاتی ہے۔ اگر آپ انجیل سے
پوپوں والی طبیعت اور ظلم کے جواز کے لئے ایک آیت بھی انجیل سے پیش کر سکیں تب
تو آپ کی بات کی پرواہ کیجائے مگر یہ تو آپ سے نہ ہوا اور عیسائی مت اور سائنس میں
جنگ لکھنے چل پڑے +

ضمیمہ

۱۔ معجزہ اور سائنس

بعض جو الہام الٰہی اور معجزہ کو پسند نہیں کرتے اور جیسے ہیوم یا ہکسلی صاحبان جیسے قابل آدمی قوانین قدرت کی لاتبدیلی اور یکساں پائیداری کو معجزہ کے برخلاف پیش کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ آسمانی کتابوں میں معجزات کا جو ذکر ہے وہ افسانہ ہے لوگوں نے اپنے اپنے پیشواؤں کی بزرگی کی خاطر معمولی عجیب باتوں کو قوانین قدرت کی حدود سے باہر بتلایا ہے۔ اگر لوگ پروفیسر ہکسلی صاحب کے اصلی خیالات کو معلوم کریں تو پروفیسر ہکسلی جیسے عالموں کا صرف نام سنکر کتب الہامی کے بیانات پر شک کرنے میں دلیری نہ کرینگے +

جب منکران معجزہ نے اس دلیل سے دعا پر اعتراض کیا تو بعض مسیحی عالموں نے (مثلاً بشپ آف منچسٹر نے) اس اعتراض کو دعا پر سے یوں ٹالا کہ دعا کی غرض جسمانی چیزوں سے نہیں لیکن روحانی چیزوں سے ہے۔ اسپر پروفیسر ہکسلی صاحب نے یہ لکھا تھا کہ اعتراض مذکورہ کے بارے میں ایسا حیران نہیں ہونا چاہئے۔ اور

* مطبوعہ نور افشاں ۱۳-۲۰ جون ۱۹۰۲ء

واضح کیا کہ نیچر کی یکسانی کے مسئلہ میں کوئی بات نہیں جو معجزہ یا تاثیر دعا کے امکان کے مخالف ہو۔ کیونکہ نیچر کی یکسانی کا یقین گذشتہ تجربہ پر مبنی ہے۔ لہذا چونکہ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ترتیب نیچر لازماً گیا ہوگی اسلئے یہ کہنا کہ کوئی مداخلت ایسی نہیں ہو سکتی جو اس فرضی یکسانی میں تبدیلی نہ کرے ایک بے دلیل قیاس ہے اور یہی وہ بڑی بات ہے جس کی صداقت ہر ایک اہل عقل تسلیم کریگا کہ یہ ان تمام اعتراضوں کی بیخ کنی کرنے والی ہے جو معجزوں یا تاثیر دعا کے برخلاف کئے جاتے ہیں۔ اور خصوصاً اس صورت میں جبکہ معجزہ ایک اعلےٰ قدرت کی وساطت بتلاتا ہے۔ کوئی شخص برہان لمی کی رو سے یہ کہنے کا مجاز نہیں کہ فلاں معجزہ ناممکن ہے یا دعا نیچر کے عام سلسلہ میں تاثیر نہیں ہو سکتی +

اصل سوال معجزہ اور دعا کی بابت جسکو صاحب موصوف وزن دار خیال کرتے ہیں وہ انکے اس بیان سے ظاہر ہے کہ میں اکثر کہتا ہوں کہ برہان لمی کی رو سے دعا کی تاثیر یا معجزہ کے وقوع پر سائنس کے مطابق کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ میرے نزدیک اصلی اور مہلک اعتراض ان دونوں باتوں کے برخلاف یہ ہے کہ کسی ایسے واقعہ کے لئے جیسے پیش کئے گئے ہیں کافی شہادت نہیں اور عقل سلیم کا یہ قانون ہے کہ جسقدر کوئی واقعہ خلاف قیاس ہوا ہو تاہم اسی قدر اسکا ثبوت زیادہ قوی ہونا

چاہیئے۔ اس امر پر میں نے خوب غور کیا ہے اور کسی معجزہ کے لئے ایسا ثبوت نہیں ملتا
جو اس [illegible] قانون کو پورا کرے گا۔ ہندوستان کے نئے نیچری اپنے ان [illegible] آستادوں
کی [illegible] اجابت کا خیال رکھیں۔ ہم جانتے ہیں کہ سچی عارف تھا [illegible] نیچر کے ایسے ہی
ماننے [illegible] لے ہیں جیسے اہل سائنس اور اہل سائنس بلا ثبوت کوئی بات یقین نہیں
کرتے [illegible] ویسے ہی معجزہ اور دعا کے ماننے والے بھی بلا ثبوت کافی معجزہ اور دعا کو
یقین [illegible] کرتے۔ پروفیسر ہکسلی صاحب کے علاوہ دیگر سائنس داں بھی وقوع معجزہ
اور دعا [illegible] کے امکان کو تسلیم کرتے ہیں اور ثبوت کے اعتراضوں کو ان کے برخلاف
ناقص [illegible] سمجھتے ہیں۔ اہل الٰہیات بھی ان دونوں باتوں کے امکان کو مانتے ہیں اور
[illegible] ہی اور برہان [illegible] کی وجہ سے نہ صرف ان کا امکان بلکہ وقوع بھی مانتے ہیں
اگرچہ [illegible] اعتقادی بھی لوگوں میں اور خاصکر جاہل لوگوں میں ایک سیرت بن جاتی ہے مگر
اس [illegible] اعتقاد یا ثبوت کو بھی رد نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم اس بات کے مدعی ہیں کہ الہامی
واقعات بائبل کے لئے جیسی کافی شہادت کا ثبوت ہے کسی اور واقعہ کے لئے نہیں ہے۔
کہ یہ بھی معلوم ہو کہ سائنس نے یہ امر واضح کیا ہے کہ تحجر مسلسل تبدیلیوں کا نتیجہ ہے
اور ابتک اسی میں تبدیلیاں اس کی ترقی حالت کا باعث ہیں۔ آرتھر ہکسلی صاحب
اپنی کتاب [illegible] زمین کی طبعی تواریخ میں لکھتے ہیں کہ ہم زمین کی حرکت کو محسوس نہیں کرتے

مگر وہ غیر متحرک نہیں ہے۔ اور وہ لاتبدیل ہونے سے بھی بعید ہے۔ یہ پہاڑ جن کی چوٹیاں
وادیوں سے بلند نظر آتی ہیں ہمیشہ ایسے نہیں تھے۔ سمندر ہمیشہ اسی جگہ نہیں رہے
جہاں جہاں اب ہیں۔ جہاں اب خشکی ہے وہاں سمندر اور دریا بہ چکے ہیں اور جہاں سمندر
اور دریا ہیں وہاں خشک زمین تھی۔ پس ہم زمین کی لاتبدیلی اور قیام کی بابت اپنے
خیالات کو اور مرحوم صاحب والے اعتراض کو چھوڑ دیں۔ اور یہ جانیں کہ یہ زمین ایک
زمانہ سے دوسرے زمانہ تک متواتر بے ترتیبی کی وجہ رہی ہے جیالوجی نے زمین
کے احوال کو ویسا ہی واضح کر دیا ہے جیسا علم نجوم نے آسمانوں کے احوال کو (دیباچہ)
جاننا چاہیئے کہ جیالوجی زمین کی تبدیلیوں کی تواریخ ہے جو زمین کی اپنی قدرتی قوتوں کی تحریک
عمل سے ہوتی رہی ہیں۔ پس اگر معجزہ یا دعا کے ذریعہ سے قدرتی چیزوں کی کوئی اور
صورت بدل جاتی ہے تو یہ تبدیل بجائے خود خلاف قانون قدرت نہیں کہی جا سکتی۔
پھر پروفیسر آرچ [illegible] صاحب اپنی کتاب جغرافیہ طبعی میں زمین میں اور زمین کے اوپر
تبدیلیوں کا ہونا لازمی ثابت کرتے ہیں۔ اور زمین کی ہیئت کی قریباً دس مختلف باتوں
میں اسکا ثبوت دیتے ہیں۔ ہم صرف وہ بیان درج کرتے ہیں جو صاحب موصوف نے
پروفیسر [illegible] کی تحقیقات سے پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ پالیتین ٹالوجی کی تحقیقاتوں
سے ہم کو اس امر کا علم حاصل ہوا ہے کہ عالم کی صورتیں ایک دوسری کے بعد اس یکسانی

کے ساتھ نہیں آتی ہیں جو پچ کو زمین فلاسفی کے دوروں میں اُن کو منسوب کی جاتی
ہیں کیونکہ ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ زمین کے متفرق دوروں میں اُن کے مناسب تبدیلیاں
ہوتی تھیں یعنے جیسی بیرونی حالات یا خوراک میں تبدیلی ہوئی ویسی ہی جانداروں
کی بناوٹ میں اُسکے مناسب تبدیلی ہوتی رہی ہے" (باب ۲۰) ؛

معلوم ہووے کہ معجزہ کے برخلاف ہیوم صاحب وغیرہ نے یہ دلیل تجویز
کی تھی کہ معجزہ قانون قدرت میں تبدیلی پیدا کرتا ہے مگر قانون قدرت لاتبدیل ہیں اسلئے
معجزہ ناممکن ہے۔ اور ساتھ ہی یہ کہ انسانی تجربہ نیچر کی یکسانی کا گواہ ہے اسلئے معجزہ
خلاف تجربہ ہے۔ اور اس لئے قابل اعتقاد نہیں مگر اب سائنس نے زیادہ ترقی کی ہے اور
کئی کروٹیں بدل چکی ہے اور اسی منزل پر مان لیا ہے کہ نیچر لاتبدیل نہیں ہے۔ بلکہ سائنس
اور حیوانی تجربہ اس کی تبدیلیوں کے گواہ ہیں۔ جس سے حاصل یہ ہوا کہ معجزہ ممکن ہے۔
فرق صرف یہ رہا کہ نیچر میں تبدیلیاں اُس کی اپنی قوتوں کی وجہ سے بیان کیجاتی ہیں
حالانکہ معجزہ ایک فوق النیچر قوت کو منسوب کیا جاتا ہے۔ اور فی الحقیقت اگر نیچر کا کوئی
خالق ہے تو اہل الٰہیات کا اعتقاد معجزہ کے بارے میں بالکل صحیح ہے۔ آئندہ ہم عقل
سلیم کے اس قانون کی طرف رجوع کرینگے جو پروفیسر ہکسلی نے پیش کیا ہے کہ ایک غیر معمولی
واقعہ کے لئے قوی شہادت ہونی چاہئے

۷۔ معجزہ اور بائبل

بائبل مقدس نہ صرف نیچر کو ایک واقعی حقیقت بتلاتی ہے بلکہ اسکو ایک عاقل خدا
کی حکمت اور قدرت کا حکمی نتیجہ قرار دیتی ہے ہیوم صاحب کی دلیل معجزہ کے برخلاف
لاجواب ہے اگر کوئی خدا نہ ہو۔ لیکن اگر نیچر کا خالق مانا جاوے تو معجزہ ناممکن نہیں ہے۔
لہذا اس کے بارے میں فلاسفروں کے خیالات خواہ کچھ ہی ہوں مگر الٰہی مکاشفہ
میں وہ نہ صرف ممکن بلکہ ضروری بیان کیا گیا ہے۔ معجزات ظاہر کرنے سے خدا
کی غرض بیان کی گئی ہے۔ وہ اسبات کے ظاہر نشان اور ثبوت ہوتے تھے کہ
جس شخص نے معجزے دکھلائے وہ خدا کا رسول سمجھا جاوے اور اُسکے ذریعہ سے
خدا اپنی مرضی کا اظہار اور وہ کئے سے کرتا تھا۔ اور معجزات کو ظاہر نشان اسلئے ٹھہرایا
گیا تاکہ لوگ اُن شخصوں کے دعوے کی تفتیش کر سکیں جو اپنے تئیں خدا کی طرف سے
بھیجے ہوئے جتاتے ہیں۔ اس معاملہ کو یوں سمجھنا چاہئے کہ ایک آدمی ہے جو اوروں کو کہتا
ہے کہ میں خدا کے اختیار سے تم کو خدا کا کلام سناتا ہوں۔ اب وہ شخص لوگوں کو
خدا یا خدا کی روح محسوس نہیں کروا سکتا جو اُسکے دل میں خدا کی باتیں ڈالتی ہے
پس وہ لوگوں کو اُس نادیدنی روح کی باطنی تاثیر کا یقین کیونکر دلاوے اور اپنے

کلام کے مطیع کرے ؟ ایسے ایسے کام جو لوگ اپنے علم و ہنر کے زور سے کرتے ہیں اُن کی طرف رجوع کروانے سے تو کچھ فائدہ نہوتا۔ اس حال میں اُس کو ایسا کام کرنا ضروری ہے جو انسانی طاقت سے اعلیٰ اور بالا ہو اور جس کی ہر ایک ناظر تفتیش بھی کر سکے۔ پس بائبل کی رو سے معجزہ کی تعریف یہہ ٹھہری کہ معجزہ خدا کی قدرت کا ایک فعل ہے جو انسان کی دسترس میں ہو سکے اور اس بات کے ثبوت میں ظاہر کیا جاوے کہ فلاں شخص خدا کا رسول ہے جو خدا کی طرف سے مقرر ہوا ہے کہ دوسروں کو سکھلاوے۔ اور اُس کے کلام پر اُن کا ایمان اور عمل طلب کرے۔

بہرحال معجزہ حق اور معجزہ باطل میں تمیز کرنی چاہیے جب ہم معجزوں کا ذکر کرتے ہیں تو حقیقی معجزوں کا ذکر کرتے ہیں نہ کہ چالاکی کے یا جادو کے کاموں کا جیسے مصر کے جادوگروں نے کئے تھے۔ لوگ ایسی باتوں کو بھی حقیقی معجزات میں داخل کر کے معجزہ پر اعتراض کرنے لگتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ سب معجزے ایسے ہی ہونگے۔ ایسے سب کام اُن کاموں سے جن کو خدا کے معجزے کہا جاتا ہے بالکل جدا ہیں خداوند مسیح نے یہودیوں کے سرداروں کو اس کی بابت خوب سمجھایا جب وے اس کے کاموں کو شیطان کی طرف منسوب کرتے تھے۔ خدا کے معجزات میں قدرت کا یہی ثبوت ہوتا ہے جیسا مسیح خداوند نے ایک

مفلوج کو چنگا کرنے میں پیش کیا تھا (مرقس ۲: ۵)

بائبل کے معجزات میں یہہ خصوصیت ہے کہ کسی بات یا تعلیم کے ثبوت میں ہوتے ہیں نہ کہ بے مطلب۔ یوحنا رسول مسیح کا پہلا معجزہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "یہہ پہلا معجزہ مسیح نے قانا ئے گلیل میں دکھلایا اور اپنا جلال ظاہر کیا اور اُس کے شاگرد اُس پر ایمان لائے (یوحنا ۲: ۱۱) یہاں دیکھو کہ پانی کو بلا وساطت کسی اور شئے کے صرف حکم سے مئے میں بدل دینے کا الہٰی فعل مسیح میں الہٰی قدرت کا ایک ظاہر ثبوت قرار پا گیا۔ اور اُس سے غرض یہہ تھی کہ لوگ اُس پر ایمان لاویں کہ وہ خدا کا رسول ہے۔ ایک اور مثال لو۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے اپنے دو شاگردوں کو بھیجکر مسیح سے دریافت کیا "کیا تو وہی ہے جو آنے والا تھا"۔ اب یہہ سوال اُس کی الہٰی رسالت کی سچائی کے ثبوت کے لئے ایک واجبی تقاضا تھا۔ اور مسیح نے کیا جواب دیا؟ یہہ کہ جاؤ اور جو کچھ تم سنتے اور دیکھتے ہو یوحنا سے بیان کرو کہ اندھے دیکھتے اور لنگڑے چلتے کوڑھی پاک صاف ہوتے اور بہرے سنتے اور مُردے جی اُٹھتے ہیں" وغیرہ۔ (متی ۱۱: ۵ و ۵) اس موقعہ پر خداوند پھر اپنے معجزوں کی طرف رجوع کرواتا ہے جو اُس نے اُن کے سامنے دکھلائے اور اُن سے واجبی نتیجہ نکالنا اُن پر اور اُن کے اُستاد پر چھوڑا۔ اسی طرح جب یروشلم میں عالموں سے گفتگو کرتا تھا تو اُس نے یہی طرز ثبوت

اختیار کی نہیں کہ مجھ پاس یوحنا کی گواہی سے ایک بڑی گواہی ہے اس لئے کہ یہہ کام جو
باپ نے مجھے سونپے ہیں تاکہ پورے کروں یعنے یہہ کام جو میں کرتا ہوں مجھ پر گواہی دیتے
ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے" (یوحنا ۵: ۳۶)

اب اس صورت میں معجزہ کیا ہے؟ ایک معجزہ اور ایک معمولی واقعہ میں کیا فرق ہے؟
بیان بالا سے معلوم ہوا کہ معجزہ وہ اعلیٰ فعل ہے جو بذات [illegible] ہو کسی معمولی یا قدرتی
سبب کا نتیجہ نہ ہوا ور نہ ہو سکتا ہو اور فقط فوق العادت قدرت سے وقوع میں آوے۔
عہد جدید میں تین یونانی لفظ ہیں جو ان کاموں کے واسطے استعمال کئے گئے ہیں جنکو
عام لفظ معجزہ سے بیان کیا جاتا ہے۔ اور وہ تینوں الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ الہامی مکاشفہ
میں معجزہ کیا ہے اور اسکی غرض کیا ہے۔ چنانچہ تین مقام ہیں جہاں وہ تینوں الفاظ ظاہر
کرتے ہیں کہ الہامی مکاشفہ میں معجزہ کیا ہے اور اس کی غرض کیا ہے۔ وہ تین مقام
جہاں وہ تینوں الفاظ اکٹھے آئے ہیں۔ اعمال ۲: ۲۲ و ۲ قرن ۱۲: ۱۲ و عبرانیوں
۲: ۴ ہم ان میں سے پہلے مقام میں یہ تین یونانی لفظ [illegible] ہیں یعنے τέρατα
اور σημεῖα اور δυνάμεις جن کا ترجمہ اردو
میں عجیب نشان اور قدرت ہے۔ اے اسرائیلی مردو یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک
ایک مرد تھا جسکا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ثابت ہوا اُن معجزوں (قدرتوں) اور

اور نشانیوں سے جو خدا نے اُس کی معرفت تمہارے بیچ میں دکھائیں جیسا تم آپ بھی
جانتے ہو"۔ جب معجزوں کا ذکر ہو تو لفظ τέρατα آئے یعنے عجوبہ عہد جدید میں کبھی اکیلا نہیں
آتا ہے تاکہ ظاہر ہو کہ معجزے صرف عجائبات نہیں ہیں اور نہ قادر مطلق کی قدرت کا بے
مطلب ظہور ہیں۔ کیونکہ معجزہ کی غرض یہی نہیں ہے کہ لوگوں کو یوں ہی تحیر میں ڈالے
بلکہ اس عجوبہ کو ایک نشان بھی کہا ہے۔ اور لفظ عجیبہ کے ساتھ لفظ نشان ہمیشہ آتا
ہے تاکہ ظاہر کرے کہ وہ عجیبہ ایک نشان ہے جو اسکا دکھلانے والا اپنی رسالت کے لئے
برہان پیش کرتا ہے۔ اور پھر اُس کا ظہور قدرت کے ساتھ ہوتا ہے دغا بازی یا چالاکی
سے نہیں +

اس کے ساتھ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جبکہ یہہ تینوں الفاظ ہم معنے نہیں
ہیں تو اس سے یہہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ تین مختلف قسم کے معجزوں پر دلالت کرتے
ہیں۔ نہیں۔ بلکہ ایک ہی معجزہ کو تین مختلف صورتوں میں بیان کرتے ہیں تاکہ معجزہ
کا پورا منشا و مطلب ظاہر ہووے۔ ہر ایک معجزہ ایک عجوبہ ہے تاکہ دیکھنے والے کو خوف و
تحیر ہووے اور لوگ توجہ کریں۔ وہی عجوبہ کیوں عجوبہ ہے اسلئے کہ وہ ایک اعلیٰ قدرت
کا نشان ہے۔ اور رسول کی الٰہی رسالت کا نشان ہے۔ اس طور سے ہر ایک معجزہ
ان تینوں صورتوں کو اپنے میں رکھتا ہے۔ اسکی تشریح کے لئے اس مفلوج کی نظیر [illegible]

کا ذکر مرقس ۲: ۱-۱۲ میں ہے۔ اُسکا شفا پانا ایک چھپا ہوا تھا۔ سب دنگ ہو گئے کہ وہ حاضر
قدرت کا ظہور تھا کیونکہ مسیح کا حکم پاتے ہی وہ فی الفور اُٹھا اور اپنا کھٹولا اُٹھا کر اُن
سب کے سامنے نکل گیا۔ وہ ایک نشان تھا کیونکہ اُس نے ظاہر کیا کہ جس نے وہ
معجزہ دکھلایا یہ الٰہی صفت رکھتا ہے۔ اور لوگوں نے خدا کی تعریف کی۔

اس موقعہ پر ہم معجزات بائبل کے متعلق ایک اور امر کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ
معجزہ کے لئے دو اور لفظ استعمال کئے جاتے ہیں یعنے خرق عادت اور فوق العادت۔
خرق عادت کے معنے ہیں عادت کے خلاف اور فوق العادت کے معنے ہیں عادت
سے بڑھکر۔ مگر از روئے بائبل معجزہ کی دونوں تعریفوں میں بڑا فرق ہے اور فرق بھی
اُس قسم کا ہے جو یہ لفظ ظاہر کر رہے ہیں۔ معجزہ خرق عادت ہو کر ایک عجوبہ اور نشان
ہے۔ نیچر کے عام اور یکساں دور سے الگ جدا اور خلاف کر خدا تعالیٰ معجزہ کو اپنی قدرت
اور حضوری کا نشان قرار دیتا ہے اور اُس کے ذریعہ سے اپنے رسولوں کی تصدیق
کرتا ہے۔ مگر فوق العادت وہ کام ہے جو نیچر سے بڑھکر ہو۔ معجزہ کی چال خلاف نیچر ہوتی
ہے جیسے مُردے کو زندہ کرنا یا جنم کے اندھے کو آنکھیں دینا۔ اور فوق العادت
کی چال نیچر کے رخ پر ہے مگر اُس میں الٰہی تاثیر کی تحریک ہوتی ہے۔ مثلاً تائب ہونا۔
خدا کی طرف پھرنا معجزہ نہیں ہے لیکن فوق العادت ہے۔ فوق العادت قوت عقل کو

پرکھتی اور قائل کرتی ہے۔ دل میں محبت کو جگاتی ہے۔ مرضی پر اثر کرتی ہے اور ارادہ کو مستقل
کرتی ہے۔ اور ایسے طور پر کہ طبعی انسان کی اپنی طاقت سے دل و دماغ پر ایسے اثر نہیں
ہو سکتے۔ یہ کام انسان کی طاقت سے بڑھکر ہے۔ مدد پانے سے وہ راستی کے رخ
پر ترقی کر سکتا ہے۔ انسان کی طبعی حالت یہ ہے کہ "جب نیکی کرنی چاہتا ہوں تو بدی
میرے پاس آموجود ہوتی ہے" (روم ۷: ۲۱) اور وہ فوق العادت تاثیر یوں بیان کی گئی
ہے کہ "تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی سے۔ خدا کے کلام کے وسیلے جو زندہ اور قائم
ہے نئے سر سے پیدا ہوئے ہو" (۱ پطرس ۱: ۲۳) "اُس کی الٰہی قدرت نے وہ
سب چیزیں جو زندگی اور دینداری سے متعلق ہیں ہمیں اُس کی پہچان کے وسیلے سے
عنایت کیں" وغیرہ (۲ پطرس ۱: ۳) پس ہر ایک گنہگار جو توبہ کرتا اور مسیح پر ایمان
لاتا اور روحانی زندگی بسر کرتا ہے ایک ایسا معجزہ ہے جسکو فوق العادت کہا جاتا ہے مگر
خلاف عادت نہیں۔

خرق عادت اور فوق العادت کے لئے ایک قدرتی مثال لو۔ ہوا کی چال
ہوا کسی پانی کی دھارا کے بہاؤ کے برخلاف ایسے زور کے ساتھ چل سکتی ہے کہ بہاؤ کو
روک دیوے یا شکست کر دیوے۔ اور بہاؤ کے رخ پر چلکر پانی کی رفتار کو تیز کر سکتی
ہے۔ پہلی صورت خرق عادت اور دوسری فوق العادت کی مثال ہے۔ جب خدا کے

بیٹے اور اس کے رسولوں کی آسمانی رسالت ثابت کرنے کی ضرورت ہوئی تو خدا نے
معجزے کروا سکے۔ اور خدا کی قدرت نے نیچری طریقوں کے مقابلہ میں عمل کیا۔
ایک چار دن کا مُردہ حکم سے زندہ ہو کر قبر سے باہر نکل آیا۔ پانچ روٹیاں جیوں جیوں
خرچ کی گئیں تیوں تیوں بڑھتی گئیں۔ جنم کا لنگڑا ایک آن میں چلنے لگا۔ سمندر کا پانی
سوکھا نہ اُس پر پل باندھا گیا اور بحیرہ خدا کے لوگوں کے لئے موسیٰ کی معرفت
پانی نے گذرگاہ کر دی اس قسم کے معجزوں کے دن گذر گئے ہیں کیونکہ خدا کے
مکاشفہ پر کاملیت کی مہر ہو چکی تھی۔ ان معجزوں کی ضرورت اور عارضی سلسلہ اسی
غرض کے لئے تھے۔ باوجود اسکے [illegible] کی طرف رجوع نہیں کر سکتا اور نہ گناہ کو چھوڑ سکتا
ہے۔ ایک تائب اور ایمان دار کو اخلاقی معجزہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ گناہ والی نیچری حالت
اور عادت کے خلاف وہ ایک فوق العادت قدرت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ خداوند کریم نے اس
روحانی تنویر کے معجزوں کو ہر فرد کے لئے جاری کیا ہے۔ وہ قدیم معجزے اب تواریخی معاملے
ہوگئے ہیں اور یہ تنویر روحانی روزمرہ کے تجربہ میں آنے والی ہے۔ ان معجزوں کے
لئے شہادت درکار ہے اور اس تنویر روحانی کے لئے اپنا تجربہ ثبوت ہے +

الراقم پادری جی ایل ٹھاکر داس ۔ اے ۔ پی مشن پنجاب

مشن پریس لودیانہ ایم۔ وائلی منیجر

۱۹۰۵ء